دعوت و تبلیغ

مختصر اور اجمالی بیان و احکام

تصنیف

سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمد حب اللہ ضا رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ قدوۃ الاولیاء حضرت شاہ محمد حسین حب اللہ ضا رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام

حافظ مولوی فضل الرحمٰن محمود

19-4-281/A/39/1، صالحین کالونی، نواب صاحب کنٹہ، حیدر آباد-۵۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعوت و تبلیغ

اجمالی بیان اور مختصر احکام

تالیف

سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ حضرت شاہ محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (ناظم ونپرتی)

بہ اہتمام

مولوی حافظ محمد فضل رحمٰن محمود

تفصیلاتِ کتاب

نام کتاب : دعوت وتبلیغ اجمالی بیان اور مختصر احکام

تالیف : عارف باللہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

سن اشاعت : ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء

تعداد : ایک ہزار

کتابت : محمد فضل رحمٰن محمود

طباعت : عائشہ آفسیٹ پرنٹرس

روبروفائر اسٹیشن، سیلر، متصل مسجد رضیہ، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد-۳۶

فون: 9391110835, 9346338145

قیمت : Rs. 20/- بیس روپے

بہ اہتمام

محمد فضل الرحمٰن محمود

مکان نمبر 19,4,281/A/39/1 صالحین کالونی، نواب صاحب کنٹہ، حیدرآباد، اے پی۔ انڈیا

سیل نمبر: 9848232745

فہرست مضامین

سلسلہ	مضمون	صفحہ
۱	پیش لفظ	۴
۲	شکرانہ	۵
۳	ایمان	۶
۴	نماز	۱۶
۵	علم وذکر	۲۲
۶	احترام مؤمن	۲۶
۷	اخلاص نیت	۲۸
۸	تفریغ وقت	۳۴
۹	دعوت وتبلیغ کا طریقہ	۵۰
۱۰	امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے چند ضروری آداب	۵۳
۱۱	تبلیغ (نظم)	۵۵

پیش لفظ

جامع سلاسل روحانیہ حضرت شاہ صوفی غلام محمدؒ میں عجیب جامعیت تھی ایک طرف قادری کہہ کر توحید پر انتہائی معیاری گفتگو فرماتے اور چشتی نقشبندی کہہ کر ہرادا سنت اور محبت سے معمور فرماتے، دنیا سے دل بیزاری کا مضمون سمجھا کر سہروردی ہونا بتاتے کمال اللٰہی سلسلہ کے بزرگوں سے ملی تعلیم وتربیت کی بنیاد پر حق کو ماننا جاننا دیکھنا پانا سکھاتے۔

اصل بات یہ ہے کہ من جانب اللہ حضرت کو بہت سی وہبی نسبتیں حاصل تھیں اس لئے ہر میدان میں اپنے جوہر دکھاتے سرکاری مدرسہ کی ذمہ داریوں کو بھی بہ خوبی نبھاتے اس کے ساتھ ساتھ دعوت وتبلیغ میں بھی اپنے کو لگاتے ایسا لگتا کہ حضرت کو اب اس کے سوا کوئی کام نہیں تبلیغ میں خود بھی لگتے اوروں کو بھی لگاتے تبلیغ کی تعریف موضوع غرض وغایت سمجھاتے کام بڑی دلچسپی اور یکسوئی اور نہایت ہی حکمت اور اخلاص سے فرماتے اور انتہائی دشوار گذار مراحل میں کام کرنے کی بظاہر شکل نہ ہوتی آپ بڑی حکمت عملی سے کام کو اٹھاتے تھے تبلیغی تقاریر بھی بھرپور ہوتی تھیں اور تحریر بھی سپرد قلم فرماتے یہ دعوت وتبلیغ رسالہ بھی اسی کا ایک حصہ ہے اللہ تعالیٰ تبلیغ کے ذریعہ سے تشویق لینے اور مدارس سے تعلیم لینے اور خانقاہوں سے تکمیل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور احتیاط اور اعتدال کے ساتھ راہ حق پر چلائے اور ہماری کوششوں کو قبول فرمائے۔

محمد کمال الرحمٰن قاسمی

صاحبزادہ حضرت شیخؒ

شکرانہ

احسان کیا آپ نے انسان بنایا
احسان کیا اور مسلمان بنایا

احسان کیا صاحب ایمان بنایا
احسان کیا حامل قرآن بنایا

احسان ہی احسان ہی احسان الٰہی
ہم آپ کے احسان پہ قربان الٰہی

احسان کیا دین کی دولت سے نوازا
احسان کیا قرب کی نعمت سے نوازا

احسان کیا اپنی محبت سے نوازا
احسان کیا دانش و حکمت سے نوازا

احسان ہی احسان ہی احسان الٰہی
ہم آپ کے احسان پہ قربان الٰہی

ایمان

(۱)

ایمان کا مطلب

لغوی اعتبار سے ایمان تصدیق کو کہتے ہیں۔شریعت میں ایمان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے نبی کے ذریعہ بندوں تک جو چیزیں آئیں ان کو دل سے سچا جاننا اور زبان سے اقرار کرنا یہ ایمان ہے

ارشاد امام اعظم:۔ حضرت نعمان بن ثابتؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایمان کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تصدیق ہے اس کلمہ کا اقرار اور تصدیق کرنے والے کے ساتھ تمام امور میں مؤمن جیسا سلوک اور دیگر مؤمنین کی طرح برتاؤ کرینگے۔

(تحقیق ولی اللّٰہی)

در باب ایمان شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ شہریت سے دور غیر متمدن تعلیم و تربیت سے عاری اور ناقص العلم والفہم لوگوں پر بھی اسلام کے احکام ذبیحہ، نکاح، طلاق، جنازہ، معاملات، ترکہ ورثہ، اور برتاؤ اسلامی سوسایٹی کے طریقوں کا نفاذ ہوگا اور کلمۂ طیبہ کے اجمالی علم اور الوہیت و رسالت والے علم کو کافی سمجھا جائے گا ان کو کافر کہنا یا کافروں کی طرح سلوک کرنا روا نہیں اگر چہ قبول ایمان کی کوئی کمزوری بھی کیوں نہ محسوس ہوتی ہو۔

روایت حاکم :- حضرت ابن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک دستہ روانہ فرمایا انہوں نے کافروں پر حملہ کیا تو کافروں میں کا ایک شخص بھاگ نکلا مسلمانوں میں سے ایک نے اسے قتل کر دیا یہ اطلاع حضور ﷺ کو پہنچی تو سرکار برہم ہوئے انہوں نے آکر کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے قتل سے بچنے کیلئے اسلام قبول کیا تھا آپ نے اسکی طرف سے اپنا روئے انور پھیر لیا اس سے صبر نہ ہوا دوسری اور پھر تیسری مرتبہ بھی یہی بات کہی حضور ﷺ نے چہرہ پر ناگواری کے آثار کے ساتھ فرمایا اللہ نے مؤمن کے قاتل کا عذر قبول کرنے کی اجازت نہیں دی معلوم ہوا کہ اجمالی ایمان کے تحقق کیلئے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار و تصدیق کافی ہے

اجمالی ایمان کیلئے حضور ﷺ نے یہ جملے ارشاد فرمائے آمَنْتُ بِاللهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَائِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ ترجمہ ایمان لایا میں اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے۔

اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے تو اجمالی ایمان کے دو جز ہوئے ایک جامع جمیع صفات کمال اللہ کو جیسا ہے ویسا ماننا (۲) اللہ کے سب احکام کو قبول کرنا یہ ایمان اجمالی ہے۔

تفصیلی ایمان کی بنیاد حضور ﷺ نے ایمان مفصل میں بتایا ہے محققین نے ایمان کے ایک ایک شعبہ کا تفصیلی ذکر کیا ہے مجموعی حیثیت سے محققین نے ایمان کے ۷۷ شعبے بتائے ہیں۔

جن میں سے ۳۰ شعبے وہ ہیں جس کا تعلق دل سے ہے ۷ وہ شعبے ہیں جن کا تعلق زبان سے ہے اور ۴۰ وہ ہیں جن کا تعلق اعضاء و جوارح سے ہے

تفصیلی ایمان آمَنْتُ بِاللهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ترجمہ:- اللہ

ذات کامل قائم بخود، اسم ذات جامع جمیع صفات محمودات جامع جمیع اسمائے کاملہ وصفات متقابلہ، منزہ عن النقص والزوال، اللہ ہستی مطلق، وجود محض نورانی، مطلق موجود بوجود خود اپنی پوری مخلوقات کو موجود کرنے والا قیوم مخلوقات، قیوم کائنات، قیوم عرش وفرش، قیوم شمس وقمر، قیوم شجر وحجر، قیوم جن وانس، قیوم جمادات ونباتات، قیوم ملک وروح۔

وملٰئکتہ :- ملائکہ ملک کی جمع ہے بمعنیٰ فرشتے یہ نورانی مخلوق ہے لوازمات جسمانی سے پاک ہے کھانا پینا سونا جاگنا وغیرہ سے پاک ہیں اللہ نے ان کو جو کام میں لگا دیا ہے اسی کام میں لگے رہتے ہیں نافرمانی نہیں کرتے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام انبیا پر وحی لانے کا کام کرتے تھے حضرت میکائیل علیہ السلام بارش برسانے پر مقرر ہیں کب برسانا ہے کہاں برسانا ہے اور کتنا برسانا ہے اور کتنی دیر میں برسانا ہے اور کس تیزی سے برسانا ہے قطرات کی مقدار کتنی ہونی ہے یہ سب بحکم الٰہی ان کے تفویض ہے

عزرائیل علیہ السلام جانداروں کی روح کھینچنے پر مامور ہیں کب، کہاں، کیسا، کسوقت، کس ذریعہ، کتنی راحت سے، کتنی تکلیف سے، کتنی دیر میں، کس کی، روح نکالنا ہے ان کے تفویض ہے اسرافیل علیہ السلام کا کام صور پھونکنا ہے وہ ایسا صور پھونکیں گے کہ عرش سے لیکر فرش تک سب نیست ونابود ہوجایں گے شمس وقمر ٹکرے ٹکرے ہوجایں گے سب ایک غبار ہوجائے گا دوسرا صور پھونکیں گے تو مردے قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے نئی زمین نیا آسمان ہوگا اور پروردگار کے سامنے میدان حشر میں ہوں گے۔

وکتبہ :- اوراس کی کتابوں پر ایمان لانا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ساتھ کتابوں کو بھی نازل کیا ہے اوردین حق کیلئے رسول وکتاب دونوں ضروری ہیں

فطرت انسانی کے لحاظ سے رسولوں کے ساتھ کتاب ہونا بھی ضروری ہے ورنہ رسول کی تعلیمات بھلادی جاتی ہیں اللہ نے حضور ﷺ کو اسی شان کی کتاب بھی عطا فرمائی ہے جس شان کی آپ کی رسالت ہے۔ حضور ﷺ کو خاتم النّبیین بنایا گیا جن کے بعد کوئی نبی نہیں اسی طرح قرآن کی شان بھی ایسی ہے کہ اس کے بعد کوئی اور کتاب نہیں۔ جتنی تعلیمات حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک نازل ہوئی تھیں وہ سب تعلیمات قرآن شریف میں موجود ہیں، کل فی کتاب مبین،، اس کتاب میں زندگی کے ہر شعبہ کی تعلیم ملتی ہے یہ جامعیت بھی قرآن کا معجزہ ہے

ورسلہ :- اوراس کے رسولوں پر ایمان لانا رسول انسان ہی ہوتے ہیں اللہ ان میں سے جن کو چاہتے ہیں جہاں چاہتے ہیں اپنا رسول بنا لیتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام سے حضور ﷺ تک کم وبیش سوالاکھ انبیاء کرام علیہم السلام آئے ہر مقام پر آئے اور ہر زمانے میں آئے ہوسکتا ہے ہندوستان میں بھی کوئی رسول آچکے ہوں، وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ، اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی قوم کی زبان میں رسول کا انسان ہونا ایک بہت ہی ظاہر اور واضح حقیقت تھی مگر انسانوں نے بشر کو فوق البشر بنانے کی کوشش میں دن رات ایک کردئے

والیوم الآخر :- اور قیامت کے دن پر۔ دنیا فنا ہونے والی ہے،، کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ،، جو کچھ دنیا میں ہے سب فنا ہونے والا ہے اور اللہ جل شانہ کی ذات باقی رہنے والی ہے۔

یوم آخر آنا ہی ہے دنیا دار العمل ہے تو آخرت دار الجزا، دنیا کام کی اور آخرت بدلہ کا مقام ہے دنیا میں جو عمل کئے ہیں آخرت میں وہی اعمال انکھوں سے نظر آجائیں گے جو آنکھوں سے نظر آجائے گا سبحان اللہ دیکھنے لگے گا قرآن کی تلاوت نظر آجائے گی درود شریف کا نظارہ ہوگا فرشتے کتاب رسول سب دکھیں گے جنت

ودوزخ دیکھے گی ذات الٰہی کا چشم سر سے نظارہ ہوگا نور مطلق کا جلوہ ہوگا۔

وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى

اور تقدیر پر ایمان لانا کہ بھلائی برائی اللہ کی جانب سے ہونے کا ایمان تقدیر علم الٰہی کا نام ہے پیدا کرنے سے پہلے سب مخلوق کو جانتے ہیں جنتی کو دوزخی کو نمازی کو شرابی کو حلالی اور حرامی کو بینا کو اندھے کو بہرے کو شنوا کو گونگے کو اور گویا کو مردے کو اور زندہ کو جو علم ازلی میں جیسا تھا ویسا بنا دیا ظاہر کر دیا اندھے کو اندھا اور بہرے کو بہرا گونگے کو گونگا اور لنگڑے کو لنگڑا جو جیسا تھا اس کو ویسا ہی ظاہر کر دیا جیسے فلم میں اندھا، بہرا، گونگا عورت، مرد، ہنستا، روتا، سوتا، جاگتا، کھاتا پیتا، نظر آتا ہے تقدیر میں شر نہیں اللہ خالق خیر وشر ہیں خیر سے راضی اور شر سے ناراض رہتے ہیں۔

وَالْبُعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر

رات کے بعد دن جیسے آتا ہے اور صبح کے بعد شام جیسے آتی ہے اجالے کے بعد اندھیرا جیسے آتا ہے عورت کے ساتھ مرد، آسمان کے ساتھ زمین، نور کے ساتھ ظلمت جیسے جوڑ ہیں زندگی کے بعد موت بھی ویسے ہی ضروری اور موت کے بعد زندگی لازمی ہے واقعی ہے یقینی ہے

ایمان

امام راغب اصفہانیؒ لکھتے ہیں کہ اگر متعدی ہو تو اس کے معنیٰ ہیں کسی کو امن دینا مؤمن اس لحاظ سے خدا تعالیٰ کی صفت آئی ہے اور غیر متعدی ہونے کی صورت میں امن والا ہو جانا یا اعتماد کرنا۔

ایمان سے کبھی شریعت محمدیہ (علی صاحبھا السلام) کی ظاہری صورت قبول کرنا مراد ہوتا ہے۔ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ ،،اور ان

میں سے اکثر ایسے مؤمن ہیں کہ شرک بھی کرتے ہیں میں یہی مراد ہے اور اکثر نفس کا حق کے تابع ہو جانا بصورت تصدیق مراد ہوتا ہے اور یہ تین باتوں کے مجموعہ کا نام ایمان ہے دل کی تحقیق اور زبان کا اقرار اور ان کے مطابق اعضاء کا عمل ۔ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی صدیق ہیں میں یہی ایمان کامل مراد ہے ان مذکورہ تینوں امور میں سے ہر ایک پر علیحدہ بھی ایمان کا اطلاق کیا جاتا ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ اور اللہ تمہارے ایمان کو ضائع کرنے والا نہیں یہاں ایمان سے مراد نماز ہے اور حدیث میں حیا اور موذی چیزوں کو دور کرنے کو اسی معنیٰ میں ایمان کہا گیا ہے

اور مَا اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ کُنَّا صَادِقِیْنَ اے باپ تم ہمارا یقین نہ کرو گے اگرچہ ہم سچے ہوں میں یقینی اعتبار مراد ہے قرآن میں کفار کے متعلق جو کہا گیا ہے۔ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ،، وہ ایمان لاتے ہیں بت پر اور شیطان پر تو یہ بطور مذمت کے ہے

جسے کہا جائے کہ ایمان الکفر ، اسکا ایمان تو کفر ہے رسول کریم ﷺ نے ایمان کی اصل چھ ۶ چیزیں قرار دیں ۱ اللہ پر ایمان لانا ۲ اسکے فرشتوں پر ایمان لانا ۳ اسکی کتابوں پر ایمان لانا ۴ اس کے رسولوں پر ایمان لانا ۵ قیامت کے دن پر ایمان لانا ۶ تقدیر پر ایمان لانا۔

ایمان شرعی کیا ہے؟ اسکے متعلق علماء میں بڑا اختلاف ہے اور اس اختلاف کی تفصیلات سے کتابیں بھری پڑی ہیں جمہور علماء و محدثین کا مذہب یہ ہے کہ ایمان تصدیق بالجنان اقرار باللسان اور عمل بالارکان۔

دل سے ماننا۔ زبان سے اقرار کرنا۔ اور اعضاء سے عمل کرنا ہے۔

ماتریدیہ اوراشاعرہ کی ایک بہت بڑی جماعت کا مسلک یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور اقرار باللسان احکام دنیوئی کے اجزاء کیلئے شرط ہے شیخ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں محققین کی رائے یہ ہے کہ اصل ایمان دوزخ میں ہمیشہ رہنے سے مانع ہے اور ایمان کامل دوزخ میں داخلے سے چنانچہ اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ میں ایمان کی پہلی صورت مراد ہے شہادۃ ان لاالٰہ الا اللہ الحدیث میں دوسری صورت اور تشریح کی بنا اس مسئلہ میں اختلاف محض لفظی رہ جاتا ہے کیونکہ محدثین اور امام شافعیؒ نے عمل کو جو جزوِ ایمان قرار دیا ہے تو وہ معنیٰ ثانی کے اعتبار سے ورنہ باوجود عمل کے معدوم ہونے کے وہ معنیٰ اوّل کے لحاظ سے ایمان کی بقا کو مانتے ہیں اور دوسروں نے جو اقرار عمل کے جزو ہونے سے انکار کیا ہے تو وہ معنیٰ اول کے اعتبار سے ورنہ ایمان کے اجزا ان دونوں کو تسلیم کرتے ہیں (عینی شرح بخاری) اصل ایمان یا حقیقت ایمان کی تشریح استاذ علامہ انور شاہؒ نے یہ کی ہے کہ ایمان خدا کے پیغمبر پر اس کے لائے ہوئے مکمل پیغام کے بارے میں کامل اعتماد کا نام ہے۔

(چند ایمانی باتیں)

قرآن وحدیث کی روشنی میں آدمی کے مرنے کے بعد جو حالات پیش آئیں گے وہ حق ہیں یہاں ان میں سے چند ان باتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے جن کا تعلق ایمانیات سے ہے

قیامت۔ اللہ اس عالم کو فنا کر کے پھر تمام مردوں کو زندہ کریگا اور ان سے ان کی نیکی بدی کا حساب لیگا اسکا نام قیامت ہے۔

سوال۔ قیامت کے دن اللہ بندے سے پوچھے گا کہ تو نے دنیا میں کیا کیا؟ اطاعت یا نافرمانی؟ اگر جواب صحیح نہ دے اور نافرمانی کا انکار کرے تو اسکے اعضاء وجوارح اسکے خلاف گواہی دیں گے۔

حساب۔ قیامت کے دن اللہ اپنے تمام بندوں کے اچھے اور برے اعمال کا حساب لینگے اور ذرّہ ذرّہ اور رتّی رتّی کا حساب ہوگا۔

میزان۔ قیامت میں ترازو قائم کی جائیگی اسمیں بندوں کے اعمال تولے جائینگے

کتاب۔ کتاب سے مراد نامۂ اعمال ہیں نیک آدمیوں کو قیامت میں دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا اور بروں کو بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا سیدھے ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جانا نیک بختی کی علامت ہے اور بائیں ہاتھ میں دیا جانا بدبختی بدنصیبی اور جہنمی ہونے کی علامت ہے۔

پل صراط۔ قیامت میں دوزخ پر ایک پل ہوگا بال سے باریک ہوگا تلوار سے تیز ہوگا ہر ایک کو اسپر چلنا ہوگا نیک لوگ اپنے اعمال کے لحاظ سے جلد یا بدیر پار ہو جائینگے۔ برے لوگ اپنی برائیوں کے موافق کٹ کٹ کر گرینگے۔

حوض کوثر۔ اللہ نے حضور کو ایک حوض دیا ہے اسکا نام کوثر ہے اسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے ایک بار پینے پر پھر کبھی پیاس نہ ہوگی قیامت کے دن اس پانی سے آپ ﷺ اپنی امت کو سیراب کرینگے

شفاعت۔ قیامت میں ساری امتیں مصائب کے مارے پریشان ہوں گی لوگ پیغمبروں کے پاس شفاعت کیلئے درخواست کرینگے مگر مایوس ہوں گے آخر میں حضور ﷺ سے شفاعت مانگیں گے، بحکم الٰہی آپ امت کو دلاسہ دیکر بارگاہ الٰہی میں امم کیلئے شفاعت فرمائیں گے یہ شفاعت آپ کیلئے خاص ہے اس شفاعت کو شفاعت عظمٰی کہتے ہیں اور مقام شفاعت کو مقام محمود کہتے ہیں

آپ کی شفاعت سے صرف اہل ایمان استفادہ کرینگے یہ شفاعت کفار ومشرکین اور منافقین اور مرتدین کے حق میں نہ ہوگی۔ اس شفاعت کے بعد دیگر انبیاء

،اولیاء، علماء، صلحاء، شہداء، صدیقین، وغیرہ شفاعت کرینگے یہی شفاعت عمومی ہے یہ شفاعت بھی حق ہے ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے رتبہ کے لحاظ سے شفاعت کرینگے

(فتح وشکست کا دارومدار ایمان پر ہے)

یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر انسان خوشی وغم کے مرحلوں سے گذرتا ہے اس بنیاد پر ہم انسانی زندگی کو خوشی اور غم کے امتزاج سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں اس نشیب وفراز سے ہر آدمی دوچار ہوتا ہے لیکن ایک با مقصد انسان ہر حالت میں مطمئن رہتا ہے اس لئے کہ وہ سمجھتا ہے کہ بس میرا کام یقین وعمل ہے وہ اپنے اس فریضۂ عمل میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا اور انجام خدا کے حوالہ کر دیتا ہے۔ کیونکہ کامیابی اور ناکامی اسی کے ہاتھ میں ہے اور اسکا یہی پیہم حسن عمل راہ کی رکاوٹوں کو ختم کر دینے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

صورت شمشیر ہیں دست قضاء میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں روح عمل کا حساب

عام طور پر سطحی ذہن والوں کا ایک شبہ رہتا ہے کہ با ایمان اور نیک عمل انسانوں پر مصیبت کیوں آتی ہے؟

ہاں اگر کسی خدا کے باغی اور نافرمان پر مصائب آئیں تو نہ تعجب ہے اور نہ عقل سے بعید مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ جو زمین میں فسادی اور خدا کے باغی کی حیثیت سے جیتے ہیں مگر ان کیلئے نعمتوں کے راستے کشادہ معلوم ہوتے ہیں اور حق پسند لوگوں کے نصیب میں مصائب آتے ہیں وجہ کیا ہے؟

بات دراصل یہ ہے کہ ہم نے اس بات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی کہ نعمتوں اور مصیبتوں کے کتنے پہلو ہو سکتے ہیں اور نعمتوں اور آرام کا نزول وورود کس کی طرف سے ہوتا ہے؟

اگر آدمی جانتا تو اسکے زبان و دل معترض نہ ہوتے بلکہ ان حقائق کے معترف ہوتے ہیں اور پھر یہ شبہ اسوقت بالکل ختم ہو جاتا ہے اللہ نے قرآن مجید میں دوسرے پارہ میں صاحب ایمان انسانوں کو مصائب دیکر آزمانے کا فیصلہ سنایا ہے یہی وجہ ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ صاحب ایمان کو آزمایا گیا مگر جن کی نظر حقیقت پر ہوتی ہے وہ نہ تو نعمتوں پر مغرور ہوتے ہیں اور نہ مصائب پر رنجور ہوتے ہیں بلکہ ان کا دل مطمئن اور مسرور ہوتا ہے اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ ہی فاعل حقیقی ہیں جن کے ہاتھ میں ساری کائنات کی باگ ڈور ہے ساتھ ہی ساتھ دنیا کا ہر وہ شخص جس کا دل صداقت سے لبریز ہے وہ اس بات کا معترف ہیکہ اقوام وملل کی قوت و کمزوری اور فتح و شکست کا دارومدار ایمان وعمل کی قوت پر ہے سچ کہا کہنے والے نے

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

نماز

(۲)

(نورانی عبادت)

مفتاح جنت۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے الصلوٰۃ مفاح الجنۃ ترجمہ نماز جنت کی کنجی ہے جیسے کنجی کے بغیر آپ کے گھر کا قفل نہیں کھلتا اسی طرح جنت کا قفل بھی بغیر کنجی کے نہیں کھلتا اسلئے کنجی تیار فرمالیں یادرہے کہ کنجی خراب نہ ہو۔

قیمت صلوٰۃ۔ایک روایت میں حضور اکرم ﷺ نے نماز کی قیمت بتلائی ہے۔

ایک جہاد کے موقع پر ایک صحابی بہت ہی خوش خوش سرکار دو عالم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور بڑی خوشی کا اظہار کرنے لگے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے بہت فائدہ حاصل ہوا ابھی ہم ایک جہاد میں گئے تھے تھوڑی ہی دیر میں واپس ہوئے مجھے اپنا مال غنیمت ملا میں ضروری چیزیں لیتا رہا اور جن کی ضرورت نہ تھی بیچتا رہا اور مجھے دوسو اوقیہ چاندی خالص نفع میں بچی حضور ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اس سے بھی زیادہ نفع کی چیز نہ بتاؤں انہوں نے عرض کیا ضرور بتائے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فرض نماز کے بعد دو رکعت نفل۔اللہ اکبر دو رکعت نفل کی حضور ﷺ تقریباً ۳۰۰۰۰ تیس ہزار روپیوں سے زیادہ نفع بخش اور بہتر بتارہے ہیں تو

اندازہ لگائیے کہ سنت وفرض کی کیا قیمت ہوگی

قرب در صلوٰۃ حضور ﷺ نے درباب نماز ایک حقیقت کی نشاندہی کی ہے ارشاد فرمایا الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔ نماز مؤمن کی معراج ہے۔ اللہ نے حضور ﷺ کو معراج میں اپنے پاس بلایا انوار دکھائے بات چیت فرمائی یہ نماز کا تحفہ اس وقت ملا اللہ نے حضور ﷺ کو اپنے قرب خاص سے نوازا اسی طرح امت محمدیہ (علی صاحبہا التحیۃ والتسلیم) کو پانچ مرتبہ دن میں قرب خاص کی دولت عطا فرمائی مؤمنوں کو پانچ مرتبہ اپنے دربار میں بلایا جاتا ہے باہمی گفتگو اور انوار کی بارش ہوتی ہے نماز میں اللہ کی رضا بھی ہوتی ہے اور دیدار کی لذت بھی ہے وہ حال جو نماز میں بندوں پر طاری ہوتا ہے کسی اور عبادت میں ممکن نہیں اسی واسطے اکابر امت میں نماز سے لگاؤ کے عجیب وانوکھے نمونے ملتے ہیں۔

عاشقان صلوٰۃ - ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ ان کے ساتھ ایک دوسرے بزرگ بیٹھے ہوئے تھے ایک نے پوچھا کہ حضرت جنت میں نماز ہوگی کہ نہیں؟ دوسرے بزرگ نے فرمایا کہ وہ تو دارالجزا ہے وہاں نماز یا عبادت کی فرضیت کہاں! تو پہلے بزرگ کی زبان سے ایک چیخ نکل گئی اور کہا کہ نماز اگر نہ ہو تو جنت میں کیسے گزرے گی اور عارف نماز کے بارے میں اجمالاً سنئے کہ وہ نماز پڑھتے اور نماز کے بعد یہ دعا کرتے کہ اے اللہ اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے ک اجازت دے رکھی ہے تو مجھے بھی دے یہ دعاء معمول بن گئی تھی وقت آیا اور ان کا انتقال ہو گیا تجہیز و تکفین کے بعد تدفین کیلئے قبرستان میں لے گئے اور انکو قبر میں اتار دیا دفن کرنے کے بعد نکلتے وقت کچھ سامان قبر میں رہ گیا تھا سامان لینے کیلئے قبر میں جھانکا کیا دیکھتے ہیں کہ وہ

نماز میں مصروف ہیں حیرت وسکتہ طاری تھا تحقیق حال کا داعیہ پیدا ہوا کہ یہ معلوم کریں کہ ان کے اعمال کیا تھے گھر پہنچے دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ ہر نماز کے بعد دعا میں یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے رکھی ہے تو مجھے بھی اجازت دے انہوں نے یہ اطلاع دی کہ اللہ نے ان کی یہ دعا قبول کرلی ہے یہ تھے عاشقان نماز اور عارفین صلوٰۃ کہ مر کر بھی نماز چھوڑنا کیلئے تیار نہ تھے

جامعیت صلوٰۃ - اب آیئے نماز کی جامعیت پر سرسری نظر ڈال لیں انسان جامع المخلوقات ہے اور اسکی جامعیت بہت دلچسپ ہے چونکہ انسان جامع ہے اس لئے اس کی غذا بھی جامع الاغذیہ ہے اور اس کا لباس بھی جامع الالبسہ ہے اس کا دین بھی جامع الادیان ہے اس کا مذہب بھی جامع المذاہب ہے اس کی قوم بھی جامع الاقوام ہے تو اس کی عبادت بھی جامع العبادات ہونی چاہئے اس لئے اس کی عبادات جمادات کی طرح بیٹھ کر (قعود) عبادت کرنا بھی ہے اور نباتات کی طرح جیسے اشجار (قیام) کر کے عبادت کرنا بھی ہے اور حیوانات کی طرح جھک کر (رکوع) عبادت کرنا بھی ہے اور حشرات الارض کی طرح جیسے چیونٹی وغیرہ (سجدہ) کی عبادت کرنا بھی ہے انسان کے اس طریقۂ عبادت میں تسبیح وتحمید بھی ہے اور تمجید وتکبیر بھی ہے ثناء وتہلیل بھی ہے۔ یہ سب فرشتوں کی عبادت ہے اس طرح نماز تمام فرشتوں اور جنات وانسان وحیوان کی عبادات کی جامع ہے یہ اللہ کی عظیم الشان نوازش ہے۔

خود سرکار دو عالم ﷺ نے زندگی بھر نمازوں کا اہتمام کر کے نمونہ سامنے رکھدیا ہے کہ نمازوں کا اہتمام اسے کہتے ہیں اور بتلادیا کہ خدا کی محبت ایسی ہوتی ہے اور

اطاعت خداوندی اس کا نام ہے اللہ ہمیں بھی نماز کی حقیقتیں اور برکتیں عطا فرمائے

دین فطرت کی علامت ہے نماز
سارے عالم کی عبادت ہے نماز
مؤمن کامل کی یہ معراج ہے
موجب قرب و ولایت ہے نماز
اس سے ہو جاتے ہیں روشن جان و دل
ایسی نورانی عبادت ہے نماز

نماز-(اہمیت اور فائدے)

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا ترجمہ۔ بے شک نماز مؤمنین پر وقت کے تعین کے ساتھ فرض ہے سینکڑوں مقامات پر قرآن مجید میں نماز کا ذکر ہے اس سے اسکی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، نماز کا انکار کفر ہے، اور نہ پڑھنا گناہ کبیرہ ہے پانچ وقت کی حاضری سے انسان میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے لوگ اپنے گھروں سے نکل کر مسجد میں آجاتے ہیں اور جمعہ کے دن پورا شہر اور بڑی بڑی آبادیاں مل جاتی ہیں عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں پورا شہر جمع ہوتا ہے مسلمان ایک دوسرے سے واقف ہوتے ہیں اور حالات اور ضروریات کی پوری تفصیل سامنے آجاتی ہے حج میں الحمد للہ پوری دنیا جمع ہو جاتی ہے اور پانچوں وقت کی حاضری ہوتی رہتی ہے ہر ملک کے آدمی آجاتے ہیں حنفی بھی شافعی بھی حنبلی بھی اور مالکی بھی ننگے سر بھی نماز میں کھڑے ہوئے ہیں سینہ پر ہاتھ باندھے ہوئے بھی ہیں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والے بھی ہیں آمین زور سے بولنے والے بھی کھڑے ہیں اور آہستہ بولنے والے بھی مگر سب ایک ہی گھر میں جمع ہیں اور ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ ایک بڑا فائدہ نماز کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے،، اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ،، نماز روکتی ہے فحش اور برے

کاموں سے۔قرآن پاک اور سینکڑوں احادیث مبارکہ میں نماز کے فضائل و برکات بیان کیئے گئے ہیں سمجھدار کیلئے تو دو چار ہی کافی ہیں۔حدیث شریف میں ہے کہ بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله و ان محمد رسول الله ﷺ واقام الصلوٰة وایتاء الزکوٰة والحج والصوم رمضان ۔ترجمہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان شریف کے روزہ رکھنا یہ حدیث شریف ہی بنیادی ہے اس سے اسلام کے ارکان کی تفصیل معلوم ہوتی ہے اور اسلام کے ارکان کی اہمیت کا اندازہ بھی ہوتا ہے کیوں کہ یہ ہی بنیاد ہے اور اگر یہ نہیں تو دین ہی نہیں سرکار ﷺ کا ارشاد ہے الصلوٰة نور المؤمنين ترجمہ:-نماز مؤمنین کا نور ہے یہ وہ نور ہے جو نماز پڑھنے والوں کے چہرہ پر نمایاں رہتا ہے جس کو ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اس طرح کہ صبح اٹھیں وضو کریں دو رکعت نماز پڑھیں جا کر ائینہ میں اپنے چہرہ کو دیکھیں اور کیفیت کا خیال رکھیں۔دوسرے دن جبکہ آپ نے نماز نہ پڑھی ہو منہ ہاتھ دھو کر سیدھے آئینہ کے سامنے جائیں اور اپنا چہرہ دیکھ لیں اور آج کا فرق آنکھوں سے نظر آجائے گا جس کا جی چاہے آزمائے دعوت عام ہے ایک مرتبہ سرکار ﷺ نے ایک صحابیؓ سے کہا کہ کسی کے گھر کے سامنے سے نہر جاری ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل باقی رہے گا ان صحابیؓ نے عرض کیا کہ ہرگز میل نہیں رہ سکتا تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی اللہ کا بندہ روزانہ پانچ مرتبہ نماز پڑھ لیتا ہے تو اللہ بھی اسے گناہوں سے پاک کر دیتے ہیں اور ایسا پاک کر دیتے ہیں کہ کوئی گناہ اسکا باقی نہیں رہتا ایک مرتبہ حضور ﷺ کے ساتھ ایک صحابی تھے حضور ﷺ ایک درخت کے نیچے پہنچے پت جھڑ کا موسم تھا پتے گر رہے تھے حضور ﷺ نے ایک درخت کی شاخ پکڑی اور ہلایا تو پتے جھڑ گئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح اس شاخ سے پتے جھڑ گئے ہیں اور ایک پتہ بھی باقی نہیں ہے اسی طرح جب کوئی اللہ کا بندہ اچھی طرح وضو کر کے نماز پڑھ لیتا ہے تو اسکے گناہ بھی

ایسے ہی جھڑ جاتے ہیں کہ کوئی بھی گناہ باقی نہیں رہتا وضو کی فضیلت بتاتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں میں اپنی امت کو وضو کے نشان سے پہچان لوں گا اعضاء وضو کل روشن و چمکدار ہوں گے جیسے کوئی سینکڑوں گھوڑوں میں ان گھوڑوں کو پہچان لیتا ہے جن کے سر اور پیر سفید ہوں نمازوں کے سلسلے میں حضور ﷺ نے اور ایک اہم ارشاد فرمایا، الصلوٰۃ عماد الدین فمن اقامھا اقام الدین و من ترکھا فقد ھدم الدین،، ترجمہ، یعنی نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز قائم کی اسنے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو ترک کر دیا اس نے دین کو ڈھادیا۔ دیکھئے کیسی اچھی مثال کے ساتھ حضور ﷺ نماز کی اہمیت کو سمجھا رہے ہیں اور حقیقت بتا رہے ہیں ہم اپنے گھروں اور گھروں کے ستونوں سے اچھی طرح واقف ہیں یہ بات ہم جانتے ہیں کہ گھر کیلئے ستون ضروری ہیں اور بغیر ستون کے گھر کا وجود ہی ممکن نہیں اس لئے ہم میں سے ہر شخص گھر کے ستون کی حفاظت کرتا ہے کوئی ستون ہلانا چاہتا ہے تو ہم اسکے مقابلہ کیلئے تیار ہوجاتے ہیں مار پیٹ کیلئے بھی آمادہ ہوجاتے ہیں کیونکہ ستون کے گرتے ہی گھر کے گر جانے کا یقین ہے اور گھر خود قبرستان بن جانے کا مشاہدہ رہتا ہے اب حضور ﷺ نے اس مثال کے ذریعہ فرمایا ہے جیسے تمہارے گھر میں ستون کی اہمیت ہے اسی طرح دین اسلام کا گھر ہے اور نماز ستون جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نمازوں کو ترک کر دیا اس نے دین کو ڈھادیا منہدم کر دیا اپنے دین کے ستون کو خود اپنے ہاتھوں سے کھود کر پھینک دیا اب اپنی حالت کو دیکھ لیجئے کتنے حضرات دین کو منہدم کرنے میں مشغول ہیں اللہ سمجھ عطا کرے آمین۔

علم وذکر

(۳)

بیان علم

تبلیغی کام کے اصولوں میں تیسرا نمبر علم وذکر کا ہے یہ دونوں چیزیں نہایت اہم ہیں حضور ﷺ کا ارشادگرامی ہے **طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة** ترجمہ:-علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مردوعورت پر ضروری اور فرض ہے علم کی اہمیت یہ ہے کہ وہ نہ صرف مردوں کیلئے بلکہ عورتوں کیلئے بھی فرض قرار دیا ہے اس لئے کہ علم حاصل نہ ہوتو نہ خدا کو پہچان سکتے ہیں اور نہ رسول کو اور نہ قرآن کے احکام معلوم کرسکتے ہیں اور نہ حدیث کے اس لئے علم کا حاصل کرنا بے حد ضروری ہے شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ......

بے علم چوں شمع بائد گداخت

کہ بے علم نا تواں خدا را شناخت

یعنی علم حاصل کرنے کیلئے شمع کی طرح پگھلنا چاہیے کیونکہ بے علم خدا کو نہیں پہچان سکتا یہ علم حقیقت میں خدا کا علم ہے قرآن وحدیث کا علم ہے اس لئے حضور ﷺ نے قرآن کا علم حاصل کرنے کے بارے میں فرمایا ہے کہ قرآن کے پڑھنے میں ہر

حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ (الم) ایک حرف ہے بلکہ (ا) ایک حرف (ل) ایک حرف (م) ایک حرف ہے اور (الم) پڑھنے پر اللہ تعالیٰ ۳۰ نیکیاں عنایت فرماتے ہیں اسلئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ ،، ترجمہ کہ تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے اسلئے ضروری ہے کہ ہر شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت قرآن کو سیکھے اور لوگوں کو سکھاتا رہے اسلئے دنیا میں سب سے پہلے قرآن سیکھنے اور سکھانے کیلئے وجود میں آیا وہ اصحاب صفہ کا چبوترہ تھا جس میں حضرت ابو ہریرہ کی جماعت قرآن سیکھتی اور سکھاتی تھی، حفظ قرآن کے سلسلے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو اپنے بچے کو قرآن حفظ کرائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے سر پر موتیوں کا تاج پہنایں گے جس کی روشنی سورج سے کئی گنا زیادہ ہوگی پھر جب وہ گھر میں آجائے تو اس روشنی کے کیا کہنے پھر حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن پڑھنے والے کو قیامت کے دن اپنے سامنے بلائینگے کہ قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجات پر چڑھتا جا اور ایک آیت پڑھے گا تو ایک درجہ چڑھنے کا حکم ہوگا اسی طرح قرآن پڑھتا جائے گا اور درجات چڑھتا جائے گا اس کا آخری درجہ وہ ہوگا جو قرآن کی آخری آیت ہوگی بعض محققین نے بتایا ہے کہ قرآن کی ٦٦٦٦ آیتیں ہیں حافظ جنت کے اتنے درجے چڑھ جائے گا اللہ اکبر کیا مقام ہے کہ جو اللہ کے علم کو حاصل کرنے کیلئے نکلتا ہے تو وہ اللہ کے راستے میں ہے اور فرشتے طالب علموں کے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھا دیتے ہیں ایک ارشاد ہے **الدنیا ملعونة وملعونة مافیها الا العالم اومتعلم ومأواه** ترجمہ:- دنیا ملعون ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے سب ملعون ہے سوائے عالم اور متعلم اور اسکے متعلقہ چیزوں کے اللہ اکبر کیسی سخت وعید آئی ہے اللہ علم کی اہمیت کو سمجھا دے اور علم حاصل کرنے والا بنادے ہماری عمر چاہے چھوٹی ہو یا بڑی ہو علم حاصل کرنے میں نہیں

شرمانا چاہئے بڑے چھوٹے کی کوئی اہمیت نہیں جو نہیں جانتا وہ جاننے والے سے سیکھ لے سرکار دو عالم ﷺ قرآن کا علم رکھنے والے کم عمر صحابہ کو بڑی عمر والے صحابہ کا امام بنا دیتے تھے اور استاذ مقرر کر دیتے تھے لکھنے پڑھنے کا صحابہ کو غیر معمولی ذوق پیدا ہو گیا تھا اور بہت سے صحابہ کرام حافظ ہو گئے تھے اور ایک بڑی تعداد لوگوں کو مسائل بتانے کے قابل ہو گئی تھی بلکہ عورت بھی اس قابل ہو گئی تھی روایت میں آتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قرآن کی بہترین عالمہ تھیں صحابہ تک مطالب پوچھنے کیلئے بی بی صاحبہ کے پاس تشریف لاتے تھے علما کی تحقیق یہ ہے کہ دین کے مسائل کا ایک ثلث حصہ حضرت عائشہ نے امت تک پہنچایا ہے عورتوں کے سارے مسائل امت کو حضرت عائشہ نے بتایا ہے علم دین کیلئے جو بچے گھروں سے نکل جاتے ہیں اور علمی مدارس میں پہنچ جاتے ہیں اکثر علماء کرام ان کو مہمانِ رسول ﷺ کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے مہمان ہیں جو بھی علم حاصل کرنے کیلئے آتا ہے وہ حضور ﷺ کا مہمان ہوتا ہے اور حضور ﷺ ہی اس کی میزبانی فرماتے ہیں۔

بیان ذکر

اور میرا شکر ادا کرو ناشکری نہ کرو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ارشاد فرما رہا ہے کہ میرے بندو مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا خاک کے پتلوں سے خداوند قدوس کا ارشاد مبارک گندے بندوں سے نور مطلق کا اعلان ایسی ذات کو بھول جانا سوائے محرومی کے اور کیا ہے دوسری جگہ ارشاد ہے اُذْكُرُ اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ترجمہ:۔اللہ کو یاد کرو اور کثرت سے یاد کرو ظاہر ہے کے سب سے زیادہ یاد کی مستحق خدا ہی کی ذات ہے اس کے سوا کون ہے جس کا ذکر کیا جائے ذکر تو صرف خدا ہی کا ہوتا ہے حضور ﷺ کا ارشاد ہے انا عندہ من ذکرنی میں اسکے پاس ہوتا ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے اور ایک دوسری حدیث میں ذکر کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے ارشاد فرمایا۔مثل

الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر ربہ مثل الحی والمیت۔اس شخص کی مثال جواللہ کاذکر کرتا ہےاوراس شخص کی مثال جواللہ کاذکرنہیں کرتا زندہ اور مردہ کی سی ہے جواللہ کاذکر کرتا ہے وہ زندہ ہےاور جواللہ کاذکرنہیں کرتا وہ مردہ ہے ذکر میں افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے تسبیح میں ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ہے پڑھنے کا طریقہ سرکار دوعالم ﷺ خود اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو بھی بتایا اور وہ پابندی سے پڑھ لیا کرتی تھیں۔نمازوں کے بعد بھی پڑھنے کی چیز ہے اور سوتے وقت بھی پڑھنے کی چیز ہے اس کی برکت یہ بھی ہے کہ آدمی کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے اور جنت مین بھی سو درخت لگ جاتے ہیں ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا

پرحقیقت دو کلمے

کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمان. سبحان اللہ وبحمدہ. سبحان اللہ العظیم. دو کلمے زبان پر بہت آسان اور میزان میں بڑے ہی وزنی اور رحمان کے پسندیدہ ہیں وہ یہ ہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم اللہ پاک ہےاوراسی کیلئے تعریف ہے اور اللہ پاک ہے اور بڑی عظمت والا ہے یہ دو جملے حقائق ومعارف کا سمندر ہیں ذکر سے دل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے اور دل کا زنگ دور ہوتا ہے اس موقع پر تسبیح وتحمید کے علمی اعتبارات ملحوظ رکھیں اور مخلوقات کی صفات ناقصہ اور اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کو متحضر رکھیں ہر نقص وہ عیب سے اللہ پاک ہیں اور ہر خوبی اللہ سے متصف ہے سبحان اللہ کہتے وقت اللہ کو نقائص سے پاک ہونے کو متحضر رکھیں اور الحمد للہ کہتے وقت صفات کمالیہ وجودیہ کو ملحوظ رکھیں اور عبدورب کے حقائق کو یاد فرمالیں ہوسکتا ہے کہ علم کا بہت بڑا دروازہ آپ کیلئے کھل جائے۔

احترام مؤمن

(۴)

اکرام مسلم

نیک گمان ہر مؤمن سے نیک گمان رکھنا چاہئے قرآن کا حکم ہے اِجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ – ترجمہ:-بدگمانی سے بچو حضور ﷺ کا ارشاد ہے ہر مؤمن کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہئے ایک حدیث میں ہے کہ من لم یرحم صغیرنا ولم یؤخر کبیرنا فلیس منا ۔ جو ہمارے بڑوں کا ادب نہیں کرتا اور چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں بڑوں کا اس لئے ادب واحترام کرنا چاہئے کہ وہ ہم سے عمر میں بڑے ہیں اور زیادہ عمر کے سبب ان کو نیکیاں زیادہ کرنے کا موقع ملا ہے زیادہ عبادات کا موقع ملا ہے زیادہ نمازوں کا موقع ملا ہے لہٰذا باعتبار اعمال ثواب میں ہم سے زیادہ بڑھے ہوئے ہیں ۔ اور چھوٹوں کو دیکھ کر اس لئے شفقت کریں کہ وہ باعتبار عمر ہم سے چھوٹے ہیں اس لئے ہم سے کم گناہ کئے ہوں گے اور اللہ کی نافرمانی ہمارے مقابلے میں کم ہوئی ہوگی اور میرے گناہ ان سے زیادہ ہیں یقیناً وہی قابل احترام ہیں یہ بھی ممکن ہے اسکا علم ہم سے زیادہ ہو ممکن ہے اسکی نمازیں ہم سے زیادہ ہوں ممکن ہے اسکی زکوٰۃ ہم سے زیادہ ہو یہ بھی ممکن

ہے حج میں وہ ہم سے سبقت لے گیا ہو پھران عبادتوں کا اسکو ہم سے زیادہ موقع حا صل ہے حضرت شیخ سعدی بڑی اچھی بات بتاتے ہیں

ہر کہ را جامہ پارسا بینی پارساداں نیک مرد انگار

جس کو پارسا لباس میں دیکھو اسکو پارسا ہی سمجھو اور نیک آدمی ہی یقین کرو یہی ایک حسن ظن مسلمانوں میں عام ہو جائے تو انسانوں کے بے شمار اختلافات دور ہو جائینگے۔ایک حدیث میں ہے کہ مؤمن وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے زبان سے ایسی بات نہ نکالے جس سے دوسرے کو تکلیف ہو اور ہاتھ سے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائے حدیث شریف میں ہے کہ تم میں سے کوئی اسوقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک دوسروں کیلئے وہی چاہے جو خود اپنے لئے چاہے۔

احترام کا راز...... اصل مسلمانوں کے احترام کا راز یہ ہے کہ وہ دولت لا الٰہ الا اللہ موجود ہے جس کے ذریعہ جنت کو خرید سکتا ہے ذرا میل کچیل دور ہو جائے تو اس میں چمک دمک پیدا ہو سکتی ہے جیسے کوئی موتی ہیرا مٹی میں مل جائے کنکر پتھر نظر آنے لگے لیکن جب اسکو مٹی سے نکالا جاتا ہے اور صاف ستھرا کیا جاتا ہے تو اس کی چمک دمک میں اضافہ ہوتا ہے اور لوگوں کی نظریں خیرہ ہونے لگتی ہیں اور لاکھوں روپئے کا مطالبہ آجاتا ہے۔آدمی کی جیب سے جب پیسے نالی میں گر جاتے ہیں تو آدمی گندی نالی میں ہاتھ ڈال کر نکال لیتا ہے اور دھو دھلا کر جیب میں رکھ لیتا ہے پیسے کی قدر کا یہ عالم ہے تو انسان کی قدر کا کیا عالم ہونا چاہئے جب ایک عام انسان اتنا قیمتی ہے تو مسلمان کی قدر تو اس سے بھی زیادہ ہے۔

مسلمان کو دیکھتے ہی اسکی دل کی دولت کا دیدار کر لینا چاہئے کہ میرے سرکار کا امتی ہے۔ اس لئے ان کے ساتھ نرمی اور شفقت کا معاملہ کرنا چاہئے اللہ ہم سب کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اخلاص نیت

(۵)

ہم سب اس بات سے بہت اچھی طرح واقف ہیں کہ قرآن وسنت ہماری زندگی کا بنیادی دستور ہے
محققین کرام نے ان دساتیر اور قواعد کو جمع کرنے کی کوشش بھی فرمائی ہے فقہ اسلامی کے ان بنیادی قواعد میں سے ایک قاعدہ یہ ہیکہ ثواب کا مدار نیت پر ہے یہ قانون حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ۔ گویا اعمال کا حکم نیت پر ہے اور یہ حکم دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک دنیاوی۔ دوسرا اخروی۔

نیت کے معنی: — قصد وارادہ کے ہیں۔

نیت کا لغوی مفہوم: — نیت یہ ہے کہ قلب کسی نفع کے حصول یا دفع ضرر حال یا مآل کی وجہ سے کسی کام کی طرف حرکت کرے۔

قول علامہ سعد الدین تفتازانیؒ: — کسی کام کو وجود میں لانے کیلئے طاعت وثواب کا ارادہ کرنا نیت کہلاتا ہے۔

قاضی بیضاویؒ: — کے نزدیک ارادہ کا کسی فعل کی طرف متوجہ ہونے کا نام نیت ہے۔

نیت کی اہمیت: — نیت کی اہمیت وضرورت کا اندازہ حضور ﷺ کے اس ارشاد سے لگایا جاسکتا ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا نیت المؤمن خیر من

عملہ مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

اس کی اہمیت قرآن سے :- خود قرآن میں فرمایا گیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا اسکو تمہارے دل کا تقویٰ پہنچتا ہے۔ ایک اور حدیث میں بھی فرمایا گیا ہے اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا وہ تمہارے دلوں کو اور اعمال کو دیکھتا ہے

نیت کیوں؟ :- نیت اس لئے ضروری ہے تا کہ عبادات اور عادات میں امتیاز پیدا ہو جائے اور خود ایک عبادت کو دوسری عبادت سے ممتاز کیا جا سکے اور حقیقت و مقصدیت اور بے حقیقت اور بے مقصد امور میں واضح فرق کیا جا سکے۔

نیت کے دو پہلو :- نیت اچھی بھی ہو سکتی ہے اور بری بھی اچھی نیت سے عمل اور اسکا نتیجہ بھی اچھا ہوتا ہے اور بری نیت سے نتائج بھی برے نکلتے ہیں

مثالیں وضاحت کیلئے :- مسجد میں بیٹھنا آرام کی نیت سے بھی ہو سکتا ہے ثواب کی نیت سے بھی ہو سکتا ہے اور چوری کی نیت سے بھی ہو سکتا ہے اور دنیاوی غرض سے بھی ہو سکتا ہے ایسے ہی ذبح کرنا محض کھانے کیلئے بھی ہو سکتا ہے قربانی کیلئے بھی ہو سکتا ہے عقیقہ کیلئے بھی ہو سکتا ہے اور امیر کے اعزاز میں بھی ہو سکتا ہے اور دوسری اغراض بھی ہو سکتی ہیں ظاہر ہے کہ اچھے اور برے دو عملوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہو گا اسی لحاظ سے نتائج کا ترتب بھی ہو گا۔ اسلئے ہر کام سے پہلے اپنی اپنی نیتوں کو ٹٹول لینا چاہئے کہ اس کا کام رضاء حق کیلئے اور دینی مفاد کیلئے ہے یا اغراض فاسدہ کیلئے۔

نوٹ :- اس واسطہ اللہ نے ضابطہ دیا کہ.....

جو کام بھی کرو برائے خدا کرو   نیت ہر اک کام میں قرب و رضا کرو

تصحیح نیت

دین میں اخلاص کا مقام ہے قرآن کریم کی سینکڑوں آیات میں اخلاص کا تذکرہ ہے اور نبی کریم ﷺ کی بے شمار احادیث میں اخلاص پر زور دیا گیا ہے سورۂ ماعون میں ہے **فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاءُوْنَ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ** ۔پس خرابی ہے ان نمازیوں کیلئے جو نماز میں سستی کرتے ہیں اور جو لوگوں کو دکھاتے ہیں اور استعمال کی چیز سے منع کرتے ہیں دکھاوے کیلئے نماز پڑھنے کی کیسی سخت اور صاف وعید ہے ایک حدیث میں ہے کہ **الریاء شرک الاصغر** ۔ریا کاری چھوٹا شرک ہے۔اس حدیث میں ریا کو معصیت نہیں شرک ہی ہے فرمادیا گیا ہے اور یہ معلوم ہے کہ سب گناہ تو معاف ہو سکتے ہیں مگر شرک معاف نہیں ہوگا جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ۔**اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِكَ لِمَنْ يَشَاءُ** ۔

لوگوں کی حقیقت ہی کیا ہے کہ لوگوں کو دکھانے کیلئے کچھ کیا جائے۔لوگ سب فانی ہیں۔مرنے والے ہیں۔اب ان کو دکھانے کیلئے کون کیا کرے۔

خلوص کی برکت

ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے راستہ میں مال دینے کا حکم فرمایا لوگوں نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مال کے ڈھیر لگا دئے حضور ﷺ نے ایک صحابیؓ کو دیکھا کہ ہاتھ میں تھوڑی سی کھجوریں لئے کھڑے ہیں اور عرض کر رہے ہیں کہ یہی میرے لئے اللہ کے راستہ کا تحفہ ہے سرکار ﷺ نے ان کے خلوص کو دیکھ کر فرمایا کہ تیرے اس خلوص کے تحفہ کو میں مال کے اس ڈھیر کے اوپر رکھوں گا تا کہ اس کی وجہ سے مال میں برکت پیدا ہو جائے (یہ ہے خلوص کا نتیجہ)۔

ایک عابد کا قصہ

بنی اسرائیل کے ایک عابد کا قصہ حدیثوں میں آیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے۔ یہ عابد عبادت گذار تھا بڑا مخلص تھا اس عابد کو معلوم ہوا کہ اس آبادی کے لوگ ایک درخت کی پوجا کرر ہے ہیں یہ سن کر وہ بے چین ہو گیا ہاتھ میں کلہاڑی لی اور گھر سے نکلا تا کہ درخت کو کاٹ کر پھینک دے راستہ میں ایک آدی ملا اس نے عابد سے کہا کہ لوگ اپنے اعمال کے آپ ذمہ دار ہیں وہ اگر پوجا کرنا چاہتے ہیں تو کرلیا کریں آپ کیوں اپنا وقت خراب کرر ہے ہیں اتنے وقت میں آپ کی کتنی عبادت ہو سکتی ہے آپ اپنی وہ سب عبادتوں کا وقت ضائع کرر ہے ہیں۔ عابد نے کہا کہ میں جا کر رہوں گا اور درخت کو کاٹ کر رہوں گا اس آدمی نے کہا کہ میں جانے نہیں دوں گا دونوں میں بات بڑھ گئی اور مقابلہ شروع ہو گیا عابد نے اس آدمی کو پٹک دیا اور اس آدی کے سینہ پر سوار ہو گیا اب وہ آدمی عاجزی کرنے لگا اور چھوڑ دینے کی درخواست کی جب وہ اُٹھ گیا تو آدمی نے عابد سے کہا ایک بات اور سن لے تو گھر چلا جا اور درخت کو چھوڑ دے لوگ اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہیں ان کی ذمہ داری تجھ پر تو ہے نہیں، تو اپنی عبادت میں لگا رہ اور میری طرف سے ایک اشرفی روزانہ تیرے سرہانے پہنچ جایا کرے گی، کھا اور لوگوں کو کھلا۔ اگر تو لنگر خانہ کھول دے تو تیرے لنگر کی لوگوں میں دھوم مچ جائے گی اب تک تو، تو لوگوں کا کھاتا رہا اب لوگوں کو کھلا۔ یہ بات عابد کے دل میں بیٹھ گئی اور اس نے اس بات پر آمادگی ظاہر کردی مکان گیا، رات کو سو گیا صبح ایک اشرفی موجود تھی بہت خوش ہوا مزیدار کھانا تیار کروایا خود کھایا اوروں کو کھلایا۔ دوسرے دن بھی یہی حال رہا اور تیسرے دن بھی یہی حال رہا بڑی خوشی سے دن گذارتا رہا چوتھے دن دیکھا کہ اشرفی موجود نہیں ہے غصہ میں چہرہ سرخ ہو گیا پھر اٹھا کلہاڑا ہاتھ میں لیا اور درخت کو کاٹنے چلا راستہ میں وہی آدمی ملا اس نے کہا جانے نہیں دوں گا عابد نے کہا کہ جا کر

رہوں گا دونوں میں پھر مقابلہ ہوا اس مرتبہ اس آدمی نے عابد کو پٹک دیا اور اس کے سینہ پر سوار ہو گیا اب عابد پریشان ہوا اور شرمندگی اس پر چھا گئی۔ یہ فرق نیت کے فرق کی وجہ سے پیدا ہوا۔

ایک حدیث میں بڑی تفصیل سے اخلاص نیت کی تعلیم دی گئی ہے کہ آدمی محض خدا کی رضا کیلئے کام کرے کوئی دوسری غرض نہ ہو۔

ریاکاروں کا انجام

ایک حدیث میں ارشاد ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ کل قیامت میں ایک مالدار کو بلایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا وہ عرض کریگا کہ اللہ میں نے مال کو اپنی محنت سے کمایا اور ہر کار خیر میں خرچ کیا بھوکوں کو کھلایا ننگوں کو پہنایا مساجد و مدارس میں دیا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ تو نے میرے لئے نہیں کیا بلکہ اس لئے کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں تیری سخاوت کی دھوم مچے سو لوگوں نے بھی تجھے سخی داتا پکارا تو جو چاہتا تھا وہ تجھے دنیا میں مل گیا اب میرے پاس تیرے لئے کچھ نہیں اس کو جہنم ڈالنے کا حکم ہوگا اور وہ جہنم میں ڈال دیا جائیگا قیامت کے دن اسی میدان میں ایک عالم کو لایا جائیگا اور اس سے پوچھا جائیگا تو وہ کہے گا کہ میں نے علم حاصل کیا اور لوگوں کو مسائل بتائے وعظ کیا تقریریں کرتا رہا اور تیرے احکام لوگوں کو سناتا رہا کوئی مجلس ایسی نہیں جس میں، میں نے لوگوں تک بات نہ پہنچائی ہو اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ یہ سب تو نے کس کیلئے کیا تھا وہ کہے گا کہ مولیٰ تیری رضا کیلئے اللہ فرمائیں گے کہ وہ میرے لئے نہیں کیا بلکہ اس لئے کیا کہ لوگ تجھے عالم کہیں تیری قدر کریں تیرے ہاتھ پیر چومیں وہ سب ہو چکا لوگوں نے تیرے ہاتھ پیر چومے تیری قدر کی تجھ پر مال نچھاور کیا اب میرے پاس تیرے لئے کچھ نہیں اس کو بھی جہنم میں پہنچانے کا حکم ہوگا اور وہ بھی واصل جہنم کر دیا جائیگا اس کے بعد ایک شہید کو بلایا

جائیگا اور اس سے پوچھا جائیگا کہ تو نے کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ مولیٰ میں نے تیری دی ہوئی طاقت کا استعمال کیا اور تیرے اور تیرے دین کے دشمنوں کے نرغے میں گھس کر لڑتا رہا یہاں تک کہ میں نے لڑتے لڑتے اپنی جان تیری راہ میں نچھاور کر دی اور شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ سب کچھ تو نے کس کیلئے کیا تھا وہ کہے گا کہ تیرے لئے۔ اللہ فرمائیں گے کہ تو جھوٹا ہے تو نے یہ سب اس لیئے کیا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں اور تجھے شہید پکاریں سو وہ بہادر اور شہید بھی بول چکے، اب میرے پاس تیرے لئے کچھ نہیں اور حکم ہوگا اس کو بھی جہنم میں جھونک دو سو وہ بھی جہنم رسید کر دیا جائیگا اس کے بعد حساب و کتاب شروع ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الرِّیَاءِ وَالشِّرکِ

تصحیح نیت

جو کام بھی کرو وہ برائے خدا کرو
نیت ہر ایک کام میں قرب و رضا کرو

کھاتے ہوئے شعور میں رزاقیت رہے
کرتے ہوئے نظارۂ ساقی پیا کرو

تخلیق کائنات کے اسرار جان کر
حق کی رضا کے واسطے شادی کیا کرو

پہنو تو اس لئے کہ پہننے کا حکم ہے
اور ساتھ ساتھ دید نوازش کیا کرو

دائیں سے دو تو ہاتھ کو بائیں خبر نہ ہو
دینا ہو گر کسی کو تو ایسے دیا کرو

ایسے جیو کہ تم پہ فرشتے پڑھیں درود
اللہ بھی درود پڑھے یوں مرا کرو

اللہ کے لئے ہی کسی کے بنو غلام
مخدوم بھی خدا کے لئے بنا کرو

تفریغ وقت

معروف اور منکر کے معنیٰ

معروف معرفة سے لیا گیا ہے اور منکر انکار سے ماخوذ ہے
معرفہ کہتے ہیں کسی چیز کو غور و فکر کر کے سمجھنے اور پہچاننے کو اس کے مقابل انکار ہے یعنی اس کے معنیٰ نہ سمجھنے اور نہ پہچاننے کے ہیں۔ لغوی طور پر معروف کے معنیٰ پہچانی ہوئی چیز کے ہیں اور منکر کے معنیٰ نہ پہچانی ہوئی چیز کے ہیں۔

امام راغب اصفہانیؒ نے مفردات القرآن میں بیان کیا ہے کہ معروف ہر اس فعل کو کہا جاتا ہے جس کا معروف اور مستحسن یعنی اچھا ہونا عقل و شرع سے پہچانا ہوا ہو اور منکر ہر اس فعل کا نام ہے جو از روئے شرع و عقل برا سمجھا جاتا ہو

اس لئے امر بالمعروف کے معنیٰ اچھے کام کی طرف بلانے کے ہیں اور نہی عن المنکر کے معنیٰ برے کام سے روکنے کے ہیں۔ امر میں کسی کام کے کرنے کا حکم ہوتا ہے اور نہی میں کسی کام کے نہ کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت و اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کام کی تاکید ترغیب اور توصیف میں کم و بیش ساٹھ ۶۰ آیتوں اور بے شمار احادیث کو پیش کی جا سکتا ہے

کامیاب لوگوں کے چند اہم کام

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ۴،ع۲) ترجمہ۔تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلاتی رہے اور نیک کاموں کے کرنے کا حکم کرتی رہے یہی لوگ فلاح ونجات پانے والے ہیں۔

حضرت مجاہدؒ اور حضرت باقرؒ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا خیر سے مراد قرآن وحدیث کی اتباع ہے۔

دعوت الی الخیر کا اطلاق اس وقت ہوگا جب کہ کسی اچھے کام کا حکم کیا جارہا ہو اور برے کام سے روکا جارہا ہو ہر اچھا کام معروف اور ہر برا کام منکر ہے۔آیت بتلاتی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضوں کو پورا کرنے والے کامیاب ہونے والے ہیں۔

حقیقی نفع رسانی اور خیر کے اسباب

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَوْ آمَنَ اَھْلُ الْکِتَابِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَکْثَرُھُمُ الْفَاسِقُوْنَ. (پ۴،ع۳)

ترجمہ۔تم بہترین امت ہو جو لوگوں کیلئے نکالی گئی ہے تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

اگر اھل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا ان میں ایمان والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں

نوٹ:۔اس آیت میں یہ بات واضح طور پر معلوم ہو رہی ہے کہ امت کا خیر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ایمان باللہ میں ہے اور یہ بھی اشارہ مل رہا ہے کہ امر بالمعروف اور ایمان باللہ کے درمیان نہی عن المنکر کا تذکرہ راہ اوسط کا متقاضی ہے۔

خدا کی مدد کے حصول کا طریقہ

وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ

فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ (سورۃ حج ایت ۲)

ترجمہ:- اور اللہ ضرور مدد کرے گا اس کی جو اس کی مدد کرے گا بے شک اللہ زبردست ہے زور والا ہے وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو ملک میں قدرت دیں تو وہ نماز قائم رکھیں زکوٰۃ دیں اور حکم کریں بھلے کاموں کا اور منع کریں برے کاموں سے اور اللہ کے اختیار میں ہے آخر ہر کام کا۔

یہ ان مسلمانوں کا بیان ہے جن پر ظلم ہوئے اور جن کو گھروں سے نکالا گیا یعنی خدا انکی مدد کیوں نہ کریگا جب کہ وہ ایسی قوم ہے کہ اگر اسے ہم زمین کی سلطنت دے دیں تب بھی خدا سے غافل نہ ہوں بذات خود بدنی و مالی خدمتوں میں لگے رہیں اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر ڈالنے کی کوشش کریں گو آج مسلمان کمزور ہے اور کافر غالب نظر آتے ہیں لیکن اللہ کے قبضہ میں ہے کہ آخر کار انہیں منصور و غالب کر دے گا۔

۳ حسنات ۳ سیئات

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (پ۱۴ ع ۱۹)

ترجمہ:- اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور بھلائی کرنیکا اور قرابت والوں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی سے اور نامعقول کام سے اور سرکشی سے تم کو سمجھاتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔ عدل واحسان یہ دو چیزیں تو وہ ہیں جو اپنے پرائے دوست دشمن سبھی کے ساتھ یکساں متعلق ہیں۔ لیکن جو رشتہ دار اور قریبی تعلق والے ہیں ان کے ساتھ مروت واحسان کا معاملہ ہو کہ وہ رعایت کے قابل ہیں انصاف، احسان، ایتاً، بھلائی کو شامل ہیں اور اس آیت میں منع بھی تین چیزوں سے کیا گیا ہے

۱- فحشاء، ۲- منکر، ۳- بغی۔

فحشا سے وہ بے حیائی کی باتیں مراد ہیں جن کا منشا شہوت و بہیمیت کی افراط ہو۔ منکر یہ معروف کی ضد ہے یہ وہ نا معقول کام ہے جس کا عقل صحیح اور فطرت سلیم انکار کرتی ہے اس میں قوت عقل وقوت ملکی دب جاتی ہے۔ اور قوت وہمیہ شیطانیہ کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ تیسری چیز بغی ہے، یعنی اس کا مفہوم سرکشی کر کے حد سے نکل جانا ہے ظلم وتعدی کرنا ہے اور درندوں کی طرح کھانے پہاڑنے کو دوڑنا اور دوسروں کی جان و مال و آبرو کے واسطے ناحق دست درازی کرنا اس قسم کے تمام حرکات سبعیہ غضبیہ کے بے جا استعمال سے پیدا ہوتی ہے۔ نیز آیت میں تنبیہ فرمادی گئی ہے کہ انسان جب تک ان تینوں قوتوں کو قابو میں نہ رکھے اور قوت عقلیہ ملکیہ کو ان سب پر حاکم نہ بنائے مہذب اور پاک نہیں ہوسکتا۔ (معارف القرآن)

ایک اور جگہ ارشاد ہے اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْض یَاْمُرُوْنَ بَالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُوْلٰئِکَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (سورۃ التوبہ)

ترجمہ:۔ مؤمن مرد مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے مدد گار ہیں اللہ اور اس کے رسو کی اطاعت کرتے ہیں وہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

بہتر کون؟

مسند احمد میں ہے ابولہب کی بیٹی درہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ سی نے حضور ﷺ سے پوچھا اس وقت آپ منبر پر تھے حضور ﷺ کونسا شخص بہتر ہے فرمایا سب لوگوں میں بہتر وہ شخص ہے جو قاریٔ قرآن ہو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو سب زیادہ اچھائیوں

کا حکم کرنے والا اور سب زیادہ برائیوں سے روکنے والا ہو سب زیادہ رشتہ ناطہ ملانے والا ہو۔

نوٹ:-اس روایت سے قرأت قرآن، تقویٰ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، اور صلہ رحمی کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

قیامت میں رسوائی سے کیسے بچیں

ابن ماجہ میں ایک روایت ہے کہ تم میں سے کو اپنی بے عزتی نہیں کرنی چاہیئے صحابہؓ نے پوچھا حضور ﷺ یہ کیسے؟ فرمایا خلاف شرع کوئی کام دیکھے اور کچھ نہ کہے قیامت کے دن اس کی باز پرس ہوگی کہ فلاں موقع پر تو کیوں خاموش رہا؟ یہ جواب دے گا کہ لوگوں کے ڈر کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں سب سے زیادہ حق دار تھا کہ مجھ سے خوف کھاتا۔

نوٹ:-اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ نہی عن المنکر کا کام نہ کرنا آخرت میں رسوائی کا سبب ہے۔

نہی عن المنکر پر اک جامع روایت

عن ابی سعید الخدریؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ من رایٰ منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان (مسلم)

یعنی جو شخص کسی ناجائز کام کو کرتے ہوئے دیکھے اور اگر قدرت ہو کہ اس کو ہاتھ سے بند کردے تو اس کو بند کردے اور اگر اس پر مقدرت نہ ہو تو زبان سے اس پر انکار کرے اور اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اسے برا سمجھے اور یہ ایمان کا بہت ہی کم درجہ ہے۔

امام غزالیؒ نے بعض اشارے یوں بھی دئے ہیں کہ پہلا مرحلہ اسلامی امرأوحکام کا ہے اور دوسرا مرحلہ علماء کرام کا ہے اور تیسرا مرحلہ عوام الناس کا ہے کہ کہیں بات بے محل ہونے کی وجہ سے فتنے نہ پیدا ہو جائیں۔

ایمان کے تقاضے اور تکمیل پر بشارت

اَلتَّائِبُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ۱۱ع۲)

ترجمہ:- وہ توبہ کرنیوالے ہیں بندگی کرنیوالے۔ شکر کرنیوالے، بے تعلق رہنے والے، رکوع کرنیوالے، حکم کرنیوالے نیک بات کا اور منع کرنیوالے بری بات سے، اور حفاظت کرنیوالے ان حدود کی جو باندھی اللہ نے اور خوشخبری سنایئے ایمان والوں کو۔ یہ سب صفات ان مؤمنین کی ہیں جو جان و مال سے خدا کے ہاتھ پر بک چکے ہیں۔ توبہ، عبادت، حمد، روزہ، اور بے تعلقی، رکوع، سجدہ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، گویا وہ لوگ عبات حق اور خیر خواہئ خلق دو اہم کام کرتے ہیں اور نیکی بدی کے جو حدود حق نے معین فرمادیئے ہیں ان سے تجاوز نہیں کرتے۔

نیکی پھیلانا حوصلہ مند بندوں کا کام ہے

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (پ۲۱ع۱۱)

ترجمہ:- اے بیٹے قائم رکھ نماز کو اور سکھلا بھلی بات کو اور منع کر بری بات سے اور تحمل کر جو تجھ پر پڑے۔ بے شک یہ ہیں ہمت کے کام یعنی خود اللہ کی توحید اور بندگی پر قائم ہو کر دوسروں کو بھی نصیحت کر کہ بھلی بات سیکھیں اور برائی سے رکیں یعنی دنیا میں جو سختیاں پیش آئیں جن کا پیش آنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ

میں اغلب ہے ان کو تحمل اور اولوالعزمی سے برداشت کرو۔ شدائد سے گھبرا کر ہمت ہار دینا حوصلہ مند بہادروں کا کام نہیں۔

ہوائے نفس سے دور رہنے کی جزا

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَأْوٰی (پ۳۰ع۴)

ترجمہ:- اور جو کوئی ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے، اور رکا ہو اس نے اپنی جی کی خواہش سے سو بہشت ہے اس کا ٹھکانا (یعنی نفس کو خواہش سے روکے اس پر قابو پائے اور احکام الٰہی کا تابع بنائے)۔

اہل نفاق کے اوصاف ذمیمہ

اَلْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُھُمْ مِنْ بَعْضٍ یَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْکَرِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَیَقْبِضُوْنَ اَیْدِیَھُمْ نَسُو اللّٰہَ فَنَسِیَھُمْ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ (پ۱۰ع۱۴)

ترجمہ:- منافق مرد اور منافق عورتیں سب کی ایک چال ہے سکھائیں بات بری، اور چھڑائیں بات بھلی اور بند رکھیں اپنی مٹھی، بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا ان کو تحقیق منافق وہی ہیں نافرمان، اس آیت کا مفہوم بالکل واضح ہے۔

یعنی سب سے بڑے نافرمان یہ بد باطن منافق ہیں ن کے مرد عورت زبانی اقرار و اظہار اسلام کے باوجود ہر قسم کے حیلے اور فریب کر کے لوگوں کو اچھی باتوں سے بیزار اور بری باتوں پر آمادہ کرتے ہیں بر موقع خرچ بھی نہیں کرتے نہ زبان سے بھلائی کرتے ہیں اور نہ مال سے خدا کو انہوں نے اس طرح بھلا دیا تو اللہ نے بھی ان کیلئے سزا سنائی، عتاب کیا اور رحمت سے دور کیا۔

کفار بنی اسرائیل اور سبب لعنت

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذَالِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ. کَانُوْا لَا یَتَنَاھَوْنَ عَنْ الْمُنْکَرِ فَعَلُوْہُ لَبِئْسَ مَاکَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (پ۶ع۱۵)

ترجمہ:- بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داود علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ لسلام کی زبانی لعنت کی گی اس لئے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھتے تھے آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے جو کچھ بھی یہ کرتے تے یقیناً یہ برا تھا۔ اس آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نہی عن المنکر کا نہ کرنا عصیان واعتداء بھی ہے اور لعنت کا سبب بھی ہے۔ بنی اسرائیل میں جب پہلے پہل گناہگاریاں شروع ہوئیں تو ان کے علماء نے انہیں روکا لیکن جب دیکھا کہ باز نہیں آتے تو انہوں نے انہیں الگ نہ کیا بلکہ انہی کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے رہے اللہ نے ایک دوسے کے دل بھڑا دیئے اور حضرت داود اور حضرت عیسیٰ علیہا السلام کی زبانی ان پر لعنت فرمائی کیونکہ وہ نافرمان اور ظالم تھے اس بیان کے وقت حضور ﷺ تکیہ لگائے ہوئے تھے لیکن آپ ٹھیک ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا نہیں نہیں خدا کی قسم تم پر ضروری ہے کہ لوگوں کو خلاف شرع باتوں سے روکو اور شریعت کی پابندی پر لاؤ۔

گونگے شیطانوں کا عمل

لَوْلَا یَنْھٰھُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِھِمُ الْاِثْمَ وَاَکْلِھِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَاکَانُوْا یَصْنَعُوْنَ.

کیوں نہیں منع کرتے ان کے درویش اور علماء گناہ کی بات سے اور حرام کھانے سے بہت ہی برے عمل ہیں جو کر رہ ہیں جب خدا کسی قوم کو تباہ کرتا ہے تو اس

کے عوام گناہوں اور نافرمانیوں میں غرق ہوجاتے ہیں اور اس کے خواص یعنی درویش اور علماء گونگے شیطان بن جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کا حال یہی ہوا کہ لوگ عموماً دنیوی لذات وہ شہوات میں منہمک ہوکر خدا کی عظمت وجلال اور اس کے قوانین واحکام کو بھلا بیٹھے اور جو مشائخ اور علماء کہلاتے تھے انہوں نے امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کردیا کیونکہ دنیا کی حرص اور اتباع شہوات میں وہ اپنے عوام سے آگے تھے مخلوق کا خوف یا دنیا کا لالچ حق کی آواز بلند کرنے سے مانع ہوتا تھا اسی سکوت اور مداہنت سے پہلی قومیں تباہ ہوئیں اسی لئے امت محمدیہ کو بے شمار نصوص میں بہت ہی سخت تاکید کی گئی ہے کہ کسی شخص کے مقابلے میں اس فرض کے ادا کرنے سے تغافل نہ برتیں۔ (مولانا شبیر احمد عثمانی)

منکر کو نہ روکنے کا عذاب

فَلَمَّا اَتَوْ عَن مَّا نُهُوْ عَنْهُ قُلْنا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَتًا خَاسِئِيْنَ ۔ پھر جب بڑھنے لگے اس کام میں جس سے وہ روکے گئے تھے تو ہم نے حکم کیا کہ ہوجاؤ بندر ذلیل اور جب حد سے گذر گئے تب ذلیل بندر بنادئے گئے۔

حق تعالیٰ نے یہود پر ہفتہ کے دن شکار کرنا حرام کیا تھا باشندگان ایلہ کو عدول حکمی اور نافرمانی کی عادت تھی خدا کی طرف سے سخت آزمائش ہونے لگی کہ ہفتہ کے دن دریا میں مچھلیوں کی بے حد کثرت ہوتی جو سطح دریا کے اوپر تیرتی تھیں باقی دنں میں غائب رہتی تھیں ان لوگوں سے صبر نہ ہوسکا صریح حکم الٰہی کے خلاف حیلہ کرنے لگے دریا کا پانی کاٹ لائیب ہفتہ کے دن مچھلیاں ان کے بنائے ہوئے حوضوں میں آجاتیں تو نکلنے کا راستہ بند کردیتے اور اگلے دن اتوار کو جاکر پکڑ لاتے تاکہ ہفتہ کے دن شکار کرنا صادق نہ آئے آخر دنیا ہی میں اس کی سزا بھگتی کہ مسخ کر

کے ذلیل بندر بنادئے گئے اس سے ظاہر ہوا کہ حیلہ سازی اور مکاری خدا کی بارگاہ میں کام نہیں دیتی لہٰذا عذاب الٰہی سے بچنے کا راستہ منکر سے رکنا اور روکنا ہے۔

منکرات سے بچنے اور بچانے کا انعام

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيْمًا اگر تم بچتے رہو گے ان چیزوں سے جو گناہوں میں بڑی ہوئی ہیں تو ہم معاف کریں گے تم سے چھوٹے گناہ تمھارے اور تم کو عزت کے مقام میں داخل کریں گے۔

ویسے بھی عقل وفطرت کا تقاضہ ہے کہ ہم اچھائی پر عمل کریں اور اسے پھیلائیں اور برائی سے رکیں اور دوسروں کو بھی منکرات سے روکیں۔

دیکھئے اگر مسجد میں اعلان ہو جائے جو بھی مسجد کو فلاں دن آئے گا اس شخص کو خصوصی اور قیمتی انعام ملے گا اب دیکھیں گے کہ کیا چھوٹا کیا بڑا کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بوڑھا سب دوڑ پڑیں گے اور علی الاطلاق اعلان سے مکمل فائدہ اٹھائیں گے اور سارے اعذار بھلا دیں گے۔

اسی طرح اگر آپ دیکھیں کہ ایک شخص لیٹا ہو چادر تانے سو رہا ہے اور بے خبر پڑا ہے اچانک آپ نے دیکھا کہ ایک بچھو یا سانپ اس کے بستر میں یا اس کی چادر میں داخل ہو رہا ہے آپ بے کل اور بے چین ہو جاتے ہیں اور اس شخص کو بچانے کی بعجلت ممکنہ ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اسی طرح جہنم کی آگ سے عذابوں سے بچانے کیلئے نہی عن المنکر کا کام کیجئے۔

دعوت دین نہ دینے کا وبال

عن جریر ابن عبد اللہ ؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما من

رجل یکون فی قوم یعمل فیھم بالمعاصی یقدرون علی ان یغیّروا ولا یغیّرون الا اصابھم اللہ بعقاب قبل ان یموتو (ابوداود)

بروایت جریرؓ ارشاد رسول ﷺ منقول ہے اگر کسی جماعت یا قوم میں کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ جماعت اور قوم باوجود قدرت کے اس شخص کو اس گناہ سے نہیں روکتی تو ان پر مرنے سے پہلے دنیا ہی میں اللہ کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے۔

نہی عن المنکر پر تفہیم کا کمال اور بہترین مثال

عن النعمان بن بشیرؓ قال مثل القائم فی حدود اللہ و الواقعی فیھا کمثل قوم استھمو علی سفینۃ فصار بعضھم اعلٰی ھا بعضھم اسفل فکان الذی فی اسفلھا استسقو من الماء مرو علی من فوقھم فقالو لوان خرقنا نصیبنا خرقاً قالو لم نوذی من فوقنا فان ترکوھم وما ارادو ھلکو جمیعاً وان اخذو علی ایدیھم نجو ونجو جمیعاً

حضور ﷺ کا ارشاد اس شخص کی مثال جو اللہ کے حدود پر قائم ہے اور اس شخص کی جو اللہ کے حدود میں پڑنے والا ہے اس قوم کی سی ہے جو ایک جہاز میں بیٹھے ہوئے ہوں اور جہاز کی منزلیں مقرر کی گئی ہوں کہ بعض لوگ جہاز کے اوپر کے حصہ میں ہوں اور بعض لوگ نیچے کے حصہ میں ہوں جب نیچے والوں کو پانی کی ضررت ہوتی ہے تو وہ جہاز کے اوپر کے حصہ میں آکر پانی لیتے ہیں اگر وہ خیال کر کے کہ ہمارے بار بار اوپر جان کی وجہ سے اوپر کے حصہ والوں کو تکلیف ہوتی ہے اس لئے ہم اپنے ہی حصہ میں یعنی جہاز کے نچلے حصہ میں ایک سوراخ کرلیں تاکہ بار بار اوپر والوں کو ستانا نہ پڑے ایسی صورت میں اگر اوپر والے لوگ نیچے والوں کی اس احمقانہ حرکت سے ان کو نہ روکیں کہ وجانیں اور ان کا کام تو ایسی صورت میں وہ جہاز غرق ہو جائیگا اور دونوں فریق ہلاک ہو جائیں گے اور اگر وہ ان کو اس عمل سے روک دیں تو

دونوں فریق ڈوبنے سے بچ جائیں گے اس حدیث سے جہاں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ منکرات سے روکنا ضروری ہے وہیں اس بات کا واضح اشارہ ملتا ہے کہ صرف حسن نیت سے کام نہیں چلتا جب تک کہ حسن عمل نہ ہو۔

خدا کی نظر سے گرنے کے اسباب

عن ابی ھریرة رضؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا عظمت امتی الدنیا نزعت منھا ھیبة الاسلام واذا ترکت الامر بالمعروف والنھی عن المنکر حرمت برکة الوحی واذا تسابة امتی سقطت من عین اللہ.

بروایت ابو ہریرہؓ ارشاد رسول ﷺ منقول ہے۔ فرمایا کہ جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت ووقعت اس کے دل سے نکل جائے گی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھے گی تو وحی کی برکات سے محروم ہو جائیگی اور جب آپس میں گالی گلوچ کرنے لگے گی تو اللہ کی نظروں سے گر جائے گی۔

اللہ کے ناراض ہونے کا سبب

ایک اور روایت سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔

عن عائشہ رضؓ قالت دخل علی النبی ﷺ فعرفت فی وجھه ان قد حضرہ شی فتوضأ وما تکلم احداً فلصقت بالحجرة استمع مایقول فقعد علی المنبر فحمد للہ واثنیٰ علیه وقال یا ایھا الناس ان اللہ یقول لکم مرو بالمعروف ونھو عن المنکر قبل ان تدعوا فلا اجیب لکم واستنصرونی فلا انصرکم فمازاد علیھن حتیٰ نزل (ابن ماجہ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول ﷺ دولت کدہ پر تشریف لائے تو میں نے چہرۂ انور پر ایک خاص اثر دیکھا اور محسوس کیا کہ کوئی خاص یا اہم بات پیش آئی ہے حضور ﷺ نے کسی سے کچھ بات نہ فرمائی اور وضو فرما کر سیدھے مسجد تشریف

لے گئے میں حجرے کی دیوار سے لگ کر سننے کو کھڑی ہوگئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو مبادیٰ کہ وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور دعا قبول نہ ہو اور تم سوال کرو اور سوال کو پورا نہ کیا جائے تم اپنے دشمنوں کے خلاف مدد چاہو اور تمہاری مدد نہ کی جائے یہ کلمات ارشاد فرما کر حضور ﷺ نیچے تشریف لائے۔

نیز۔سرکار دو عالم ﷺ نے دین کی خاطر اسلام کی تبلیغ کیلئے وطن چھوڑا اسی کو ہجرت کہتے ہیں خدا کی طرف سے حکم آیا کہ مکہ معظّمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ چلے جائیں۔سرکارِ دو عالم ﷺ اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو سلا کر یٰسین شریف پڑھتے ہوئے باہر نکل گئے حضرت صدیق اکبرؓ کو ساتھ لیا اونٹوں پر سوار ہوئے اور راتوں رات مکہ معظّمہ سے چلے۔غار ثور میں جا کر قیام کیا غالباً یہاں دو دن قیام ٹھیرنا ہوا اور اعتماد وتوکل علی اللہ کا عظیم الشان مظاہرہ ہوا دشمن حضور ﷺ کو تلاش کرتے کرتے غار کے منھ تک پہنچے کیونکہ مکہ میں اعلان ہو چکا تھا کہ جو حضور ﷺ کو گرفتار کر کے لائے اسکو سو سرخ اونٹوں کا انعام دیا جائے گا سرخ اونٹوں کے عاشق چپہ چپہ پر پھیل گئے تھے اور تکڑا تکڑا تلاش کر ڈالا انہیں میں سے چند غار ثور کے قریب پہنچے اگر وہ نیچے جھانک کر دیکھ لیتے تو حضور ﷺ پر نظر پڑ جاتی اس لئے حضرت صدیقؓ پریشان ہوئے اور حضور ﷺ سے بیتابی کے عالم میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ دشمن آگئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا مت ڈرو اللہ ہمارے ساتھ ہے دشمن ناکام واپس ہو گئے اور یہ دونوں کی بات اللہ کو اتنی پسند آئی کہ یہی جملہ وحیءِ الٰہی کا جز بن گیا اور وحی آئی اِذْيَقُوْلُوْا لِصَاحِبِہٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا غار ثور کی کچھ اور تفصیلات بھی ملتی ہیں۔

معجزات رسول اللہ ﷺ

سب سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ غار ثور میں داخل ہوئے غار کو صاف کیا

جھاڑا جھٹکا اسکے بعد حضور ﷺ کو اندر بلایا لیٹنے کے وقت حضرت صدیقؓ کے زانوئے مبارک پر سر رکھ لیا صدیق اکبرؓ نے دیکھا کہ ایک سوراخ نظر آرہا ہے اس سراخ کو احتیاطاً اپنے پیر کے انگوٹے سے بند کردی اتفاق کی بات ہے کہ اس میں ایک سانپ تھا اس نے حضرت صدیقؓ کو کاٹ لیا اس کے اثر ے تکلیف ہونے لگی اور حضرت صدیق اکبرؓ کے آنسو نکل گئے جو حضور ﷺ کے جسم مبارک پر گرے حضور ﷺ کی آنکھ کھل گئی تو یہ کیفیت نظر آئی حضور ﷺ نے پوچھا تو بتایا کہ سانپ کاٹ لیا ہے حضور ﷺ نے فوراً اپنا لعاب دہن لگایا دعا فرمائی اللہ نے زہر دور فرمادیا اسی طرح اس سفر ہجرت میں ایک اور واقعہ پیش آیا جو حضور ﷺ کا معجزہ ہے حضور ﷺ کی تلاش میں بہت سے لوگ نکل گئے تھے اور چپہ چپہ کو روند رہے تھے انہی میں سے ایک شخص حضور ﷺ تک پہنچ گیا یہ سراقہ تھے جو بعد میں چل کر اسلام لے آئے وہ گھوڑا دوڑا کر حضور ﷺ کے پاس پہنچ گئے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ائے اللہ سراقہ کو پکڑ لے ادھر سراقہ مع گھوڑے کے زمین میں دھنسنے لگا حضور ﷺ سے درخواست کی کہ یہ مصیبت ٹل گئی تو وہ واپس ہوجائینگے اور کسی کو اطلاع بھی نہ دینگے حضور ﷺ کی زبان سے نکلا کہ ائے اللہ سراقہ کو چھوڑ دے ساتھ ہی گھوڑا زمین سے نکل آیا اور چلنے لگا سراقہ کی نیت بدلی انہوں نے پھر حضور ﷺ پر حملہ کا ارادہ کیا اور پھر زمین میں دھنسے اور مجبور ہوگئے پھر حضور ﷺ سے دعا کی درخواست کی حضور ﷺ نے دعا فرمائی زمین سے نکلے اور چلنے پھرنے لگے حضور ﷺ سے وعدہ کیا کہ کسی کو اطلاع نہ دینگے اور واپس ہونے لگے رحمت عالم ﷺ نے اپنے جانی دشمن سے ارشاد فرمایا کہ سراقہ وہ کیسا وقت ہوگا کہ جب قیصر وکسری کے کنگن تمہارے ہاتھ میں ہوں گے سراقہ نے پوچھا کہ قیصر وکسریٰ کے کنگن میرے ہاتھ میں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں تیرے ہاتھ میں سننے

والے تعجب میں غرق ہو گئے اور جو بھی سنتا تعجب میں غرق ہو جاتا کہ ناممکن اور محال کے سوائے کوئی دوسرا لفظ نہ نکلتا سراقہ کا تعجب اس وقت دور ہوا جبکہ وہ صاحب ایمان بن گئے تھے اور حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں قیصر و کسریٰ کا تخت شاہی مسلمانوں کے قدموں میں پڑ گیا تھا اور اسی تاج شاہی کے ساتھ قیصر و کسریٰ کا کنگن بھی آ گیا تھا اور مال غنیمت کی تقسیم کے وقت حضرت عمرؓ نے وہی نگن حضرت سراقہ کے ہاتھ میں پہنا دیے تھے۔ اللہ اکبر کیا حضور ﷺ کی صداقت کیلئے یہی ایک معجزہ کافی نہیں ہے بے شک کافی ہے خدا انسانوں کو سمجھنے کی توفیق دے اس ہجرت کے بعد مکہ معظمہ سے مسلمانوں کی ہجرت کا سلسلہ شروع ہو گیا یہ مہاجرین بھی بڑے اجر و ثواب کے مستحق تھے کہ اللہ کیلئے اپنا وطن چھوڑ رہے ہیں گھر چھوڑ رہے ہیں مال چھوڑ رہے ہیں بچے چھوڑ رہے ہیں۔ اس ضمن میں صحابہؓ کے بیسیوں واقعات ہیں۔

مواخات اسلامی

اسی موقع پر حضور ﷺ نے مہاجرین اور مدینہ طیبہ کے مسلمانوں میں مواخات (برادری) بھائی چارگی قائم فرما دی تھی اس موقع پر کچھ مہاجرین آئے تو حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ کے کچھ مسلمانوں کو بلایا اور ایک مکہ کے بھائی اور ایک مدینہ کے بھائی کا ہاتھ پکڑا دیا اور فرمایا کہ آج سے یہ تیرا بھائی ہے مدینہ کے مسلمان ان کو اپنے ساتھ لے گئے ان کو اپنا حقیقی بھائی بنا لیا اپنا آدھا مال اس کے حوالہ کیا آدھا مکان بھائی کو دے دیا اور ایک بھائی نے تو وہ اعلان فرما دیا کہ تاریخ عالم میں اس برادری کی مثال نہیں ملتی انہوں نے فرمایا کہ یہ آدھا مکان تمہارا ہے اور مال آدھا نکال کر فرمایا کہ یہ مال تمہارا ہے اور اگر تم چاہو تو میری دو بیویاں ہیں ان میں سے ایک کو طلاق دے دوں گا تم اس سے نکاح کر لینا آپ فرمایئے کہ کسی تاریخ میں کسی پڑھنے

والے نے ایسا اعلان نہ پڑھا ہے۔ اسلام کا یہ نمونہ آ جانے کے بعد بھی لوگ کیوں مسلمان نہیں ہو جاتے وہ ملکی بھائی شرافت اور اخلاق کا پتلا تھا۔ کہا کہ اللہ تیرا مال مبارک کرے تیرا مکان مبارک کرے اللہ تجھے تیری بیویاں مبارک کرے مجھے گھر سے بازار کا راستہ دکھادے میں کچھ اور نہیں چاہتا۔ اللہ نے بھی اس شرافت کے پتلے کو اسی بازار سے وہ نوازا کہ کلہاڑیوں سے کتر کتر کر سونا چاندی بیچنے لگے۔

اللہ اکبر معراج اخلاق کے ایسے بے شمار کرشمے ہجرت کے بعد ظاہر ہوئے اور یہ بات معلوم ہوئی کہ ہجرت اور نصرت۔ دین کے دو بازو ہیں جس سے دین مکمل ہوتا ہے آج جو بھی دین کا کام کرنا چاہے اسکے سوا چارا نہیں کہ وہ اسی ہجرت اور نصرت کے راستہ پر چلے ظاہر ہے کہ دین کا کام وقت نکالے بغیر گھر سے نکلے بغیر نہیں ہو سکتا چلنا پھرنا دوست احباب سے ملنا ایک آبادی سے دوسری آبادی کی طرف جانا ایک شہر سے دوسرے شہر کو جانا اور ایک ملک سے دوسرے ملک کو جانا یہ دینی اور اخلاقی فرض ہے اسی لئے حضور پر نور ﷺ نے فرمایا کہ **لغدوة فی سبیل اللہ او روحة خیر من الدنیا ومافیها** ایک صبح ایک شام کا اللہ کے راستہ میں نکل جانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے غبار راہ کی۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ **لا یجتمع علی عبد غبار فی سبیل اللہ ودخان جهنم** اللہ کے راستے میں چلنے والوں کے پیروں کا غبار اور دوزخ کا دھواں دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ جب دوزخ کا دھواں اللہ والے کے قدموں تک نہیں پہنچ سکتا تو دوزخ کس حساب میں ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ کے راستے میں نیکیوں کا ثواب سات لاکھ گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ آج اللہ کے فضل سے اللہ کے دین کے سلسلہ میں نکلنے کا موقع ہے اور لاکھوں اللہ کے بندے نکلتے چلے جا رہے ہیں ایک دن کیلئے، تین دن کیلئے، دس دن

کیلئے ، بیس دن کیلئے ، چالیس دن کیلئے ، چار مہینوں کیلئے ، ایک سال کیلئے اور بعض اللہ کے بندے اس سلسلہ میں زندگی لگائے ہوئے ہیں۔

دعوت و تبلیغ کا طریقہ

قرآن مجید میں سورہ ال عمران کی ایک آیت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے۔ سورۂ ال عمران کی اس آیت کے علاوہ اور کئی مقامات پر بھی صاف اور کھلے طور سے دعوت الی الخیر، جہاد فی سبیل اللہ، دعوت الی اللہ کے واضح احکام ملتے ہیں اور یہ کام حسب استعداد و استطاعت امت محمدیہ ﷺ کے کاندھوں پر ہے۔ یہاں تک بھی صراحت ملتی ہے کہ اگر کسی کو ایک بات بھی معلوم ہے تو دوسروں تک پہنچادو جس پر بلغو عنی ولو آیۃ شاہد ہے حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے صحابہؓ سے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا ایک جز یہ ہے کہ **فلیبلغ الشاھد منکم الغائب** (میرے احکام و پیغام کے بارے میں) ضروری ہے کہ تم میں سے جو حاضر ہے وہ غائب تک پہنچادے خود نبی کریم کی صفات کے مبارکہ میں ایک اہم صفت داعی الی اللہ ہونا خود قرآن کریم میں مذکور ہے جس کی دوسری تعبیر (بشیراً وّنذیراً) کی صفات سے بھی کی جاسکتی ہے تو دراصل بندگان خدا کو خدا کی طرف بلانا خیر پر آمادہ کرنا جہاد فی سبیل اللہ کیلئے تیار کرنا ایک مؤمن کے مقاصد زندگی میں داخل ہے خاص طور پر امت محمدیہ کو حضور ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد یہ ذمہ داری عائد ہوئی اس لئے کہ اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ خود دعوت کی لفظی معنی بھی بلانے ہی کے ہیں ور یہ اللہ کی طرف دعوت دینا عظیم ترین کام ہے اس واسطے کہ اللہ نے خود دعوت الی اللہ کے کام کو سب سے اچھا اور احسن فرمایا ہے وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ

دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اور اس سے بہتر کون شخص ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ جب دعوت الی اللہ کا کام اتنا اونچا اور اہم ہے اور قرآن میں جس کا صریح حکم موجود ہو تو اس کے انکار کا یا اس سے فرار کا سوال ہی کیا پیدا ہوتا ہے مگر اب سوال یہ رہتا ہے کہ دعوت کا طریق کیا ہونا چاہئے اور قرآن ہمیں اس کے بارے میں کیا حکم دیتا ہے قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے اُدْعُوْ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کہ بلاؤ تمہارے پروردگار کے راستے کی طرف حکمت سے اور عمدہ نصیحت سے اور ان سے مجادلہ کیجئے اس چیز سے جو بہتر ہو اس آیت میں طریقۂ تبلیغ پیش کیا گیا ہے اور خاص طور پر دعوت کے اس عنوان کے تحت اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک خصوصی صفت ربوبیت کا ذکر کیا گیا ہے اور ربوبیت کرنے والے کی طرف بلانا ہے کیونکہ عام طور پر ایمان کا بگاڑ خدا کی صفت ربوبیت پر یقین کی کمزوری ہی سے آتا ہے اور آدمی یہ سمجھتا ہے مجھے اللہ نہیں غیر اللہ پال رہا ہے اور صفت رب اس بات کی نشاندہی بھی کرتی ہے کہ یہ دعوت بھی بہ انداز تربیت ہونا چاہئے اس مذکورہ آیت میں دعوت کیلئے تین چیزیں بتائی گئی ہیں۔

۱) حکمت (۲) موعظت حسنہ (۳) مجادلہ بالتی ھی احسن

ان تینوں کا مختصر مطلب بھی سمجھ لیجئے حکمت کا مطلب ان میں سب سے پہلے حکمت ہے اور حکمت کے ۳ معنیٰ ہیں۔ قرآن۔ سنت۔ اور حجت شرعیہ روح المعانی میں لکھا ہے کہ حکمت اس درست کلام کا نام ہے جو انسان کے دل میں اتر جائے موعظہ حسنہ وعظ سے ہے جس کے معنیٰ نصیحت کے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ خیر خواہی

کی بات کو اس طرح کہا جائے کہ مخاطب کا دل قبولیت کیلئے نرم پڑ جائے اور حسنہ اچھائی اور بھلائی کو کہتے ہیں گویا ایسا عنوان بیان اختیار کرے کہ مخاطب کے ذہنی اور قلبی شکوک وشبہات کا ازالہ ہوکر قلب مطمئن ہو جائے

لفظ مجادلہ اپنے اندر بحث ومناظرہ کا مفہوم رکھتا ہے اور احسن طور پر مجادلہ کا مفہوم تلطف اور نرم کلامی ہے جس میں معروف مثالوں اور مقدمات کے ذریعہ دلائل پیش کر کے مخاطب کو پورے طور سے سمجھانا بھی ہے گویا اس آت میں اصول دعوت تین معلوم ہوتے ہیں

ا) حکمت (۲) مواعظ حسنہ (۳) مجادلۃ بالتی ھی احسن

ان تینوں چیزوں کے بارے میں مفسرین کرام یہ بات بھی بتاتے ہیں کہ دعوت کے یہ تین اعتبارات تین طرح کے لوگوں کیلئے ہیں حکمت تو اہل علم وفہم کیلئے ہے اور موعظۂ حسنہ عوام کیلئے ہے اور مجادلہ ان لوگوں کیلئے ہے جن کا رویہ معاندانہ ہو بعض محققین یہ بات بھی بتائی ہے کہ اصول دعوت اصل میں دو ہی چیزیں ہیں (ا) حکمت (۲) موعظۂ حسنہ۔ تیسری چیز مجادلہ اصول دعوت میں داخل نہیں کیونکہ اگر وہ دعوت میں داخل ہوتا تو والجدال الحسن کا لفظ آتا۔ گر یہاں الگ جملہ کے طور پر مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رکن یا شرط دعوت نہیں ہے بلکہ یہ بتانا ہے کہ کبھی اثناء راہ میں اسکی ضرورت بھی پڑ جاتی ہے پھر ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جو مجادلہ اس احسن کی شرط سے خالی ہو وہ درست نہیں ہے قرآن مجید کی ایک اور آیت سے بھی ایک اور ادب دعوت کی طرف روشنی پڑتی ہے جس میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ خدا کی رضا کے طالب صبح وشام خدا کے ذاکر کے پاس جمے رہئے اور یہ آیت اس وقت اتری جب کہ مکہ کا ایک رئیس عیینہ نامی حضور ﷺ کے پاس آیا

اس وقت سرکار ے پاس خستہ حالت میں حضرت سلمان فارسیؓ تشریف فرما تھے تو اس شخص نے کہا کہ اے محمد ﷺ آپ اپنے پاس سے ایسے لوگوں کو دور رکھئے اور ہم سرداران قریش کی مجلس الگ جمائے تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی سرداران قریش کے اس مشورہ کو مسترد کردیا اور طالبان رضاے الٰہی اور ذاکرین اور غریب مسلمانوں کی طرف توجہ دینے ان کی اعانت کرنے اور ان کے ساتھ جمے رہنے کا حکم دیا۔ اس طرح غریب و امیر کے امتیاز کو ملحوظ رکھے بغیر دعوت کے کام میں عمومیت پیدا کردی گویا یہ بھی ایک اہم ادب بتلایا گیا کہ مالداروں کی خاطر غریب مسلمانوں کی حوصلہ شکنی اور دل شکنی درست نہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے چند ضروری آداب

خلاصہ کے طور پر ہم دعوت و تبلیغ کے وہ آداب ذکر کرتے ہیں جو قرآنی آیات اور مفسرین کی تحقیقات سے معلوم ہوئی ہیں۔

(۱) کسی شخص کی بے عزتی نہ کرے دوسرا اہم پہلو یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ سخت کلامی نہ ہو۔

(۲) نرمی سے گفتگو کی جائے

(۳) موقع شناسی اور مردم شناسی اور مزاج شناسی سے کام کرے۔

(۴) اللہ کی رضا دین کی اشاعت اور نبی ﷺ کی سنتوں کا احیا و اتباع مقصود ہو۔

(۵) ریا شرک اور تعریف کو ذرا بھی دل میں جگہ نہ دی جائے کہ ریا کے سبب عالم اور سخی اور شہید بھی جہنم میں گھسیٹ دئے جائینگے۔

(۶) ایسا طرز اختیار کرے کہ مخاب کو شرمندگی نہ ہونے پائے۔

(۷) خصوصاً ایسا طرز اختیار کرنے سے مکمل پرہیز کرے کہ جس سے مخاطب

کو اس کے دل میں اپنے خیال پر جمے رہنے کا تعصب پیدا ہوتا ہو۔
(۸) بات مؤثر ہو۔
(۹) مخاطب کی فہم کے مطابق ہو۔
(۱۰) مخاطب کی تحقیر و تذلیل نہ ہو۔
(۱۱) تمسخر نہ پایا جائے۔
(۱۲) مقتضیات احوال کو معلوم کر کے اسی مناسبت سے کلام کیا جائے۔
(۱۳) اصلاح احوال کیلئے حق تعالیٰ سے دعا کرتا رہے۔
(۱۴) آدمی محض خدا کی رضا کے لئے کام کرے کوئی دوسری غرض نہ ہو۔
(۱۵) داعی الی اللہ ہو۔

تبلیغ

عالم غیب سے ہوتا ہے یہ کار تبلیغ
جھوم جاتے ہیں ملک سنکے ستار تبلیغ

اپنی نظروں میں کوئی اور عمل رہ نہ سکا
واہ کیا بات ہے تجھ میں بھی نگار تبلیغ

رحمت حق اسے آغوش میں لے لیتی ہے
دوڑتا ہے طرف حق جو سوار تبلیغ

کونپلیں پھوٹ پڑیں پات ہلے پھول کھلے
دیکھنا ہو تو چلو ساتھ بہار تبلیغ

خدمت خلق کے انداز بہت سے دیکھے
سب سے اونچا جسے پایا وہ ہے کار تبلیغ

کام کا وقت ہے یہ اور یہی وقت کا کام
اپنے اوقات ہوں سارے ہی نثار تبلیغ

سینکڑوں بندوں سے دوزخ کا دھواں دور ہوا
گھس گیا راہ کے چلتوں میں غبار تبلیغ

یوں تو ہیں دوست اس عالم میں ہزاروں لیکن
بے غرض مخلص و پردرد ہے یار تبلیغ

کام کی وسعت و گہرائی یہ اللہ اللہ
صوفیا اور ہیں وزرا بھی شکار تبلیغ

راز اک خاص غلاؔم اس میں نظر آتا ہے
عرش اعظم کو ہلاتا ہے یہ تار تبلیغ

حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ کی شخصیت

ایک صاحب قال وحال بزرگ شخصیت جو بحر بیکراں تھی، علوم وشریعت و طریقت کی، جن کی صحبت فیض بابرکت کے چند نمونے جنہیں صوبہ آندھراپردیش ہی میں نہیں بلکہ خطہ ارضی کے شرق وغرب، شمال وجنوب کے کسی نہ کسی گوشے میں ان صاحبانِ علوم شریعت وطریقت سے فیضیاب اپنی تشنگی بجھانے والا انشاءاللہ ضرور مل جائے گا۔

الحمدللہ کہ تصنیف وتالیف کے ساتھ ان حضرات کے علمی وعرفانی بیانات کو بھی ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یعنی کہ......

مفسر قرآن حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم

محدث جلیل حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مفتاحی دامت برکاتہم

مفقہہ دین حضرت مولانا شاہ محمد نوال الرحمٰن صاحب مفتاحی دامت برکاتہم

معلم علم وادب حضرت مولانا شاہ محمد ظلال الرحمٰن صاحب فلاحی دامت برکاتہم

ان حضرات کے رشحاتِ قلم سے نکلنے والی تصنیفی، تالیفی، ترتیبی نگارشات ووعظ ونصیحت سے لبریز تقاریر دل پذیر سے استفادہ کے خواہشمند حضرات رابطہ کرسکتے ہیں۔

محمد فضل الرحمٰن محمود

سیل:9848232745

$2 \times 100 = 1000 \times 100$

$? \times 100 = 100 \times 100$

$? = \frac{2 \times 100 \times 100 \times 100}{100 \times 1000}$

$\frac{2}{100} \times \frac{100}{100} = 1000$

$? = 100$

$? = \frac{100 \times 2}{1000} = .2\%$

$? = \frac{2 \times 250}{1000} = .5$

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم

کی دیگر مطبوعہ کتابیں

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام
- حالات اور تعلیمات محبوب سبحانیؒ
- زندگی میں غم کیوں؟ مصائب کیوں؟ علاج کیا؟
- نجات اور درجات کا راستہ
- سورۃ الکوثر کا پیغام امت مسلمہ کے نام
- ملفوظات۔ حضرت شاہ صوفی غلام محمدؒ
- تقلید کیا اور کیوں
- مختصر حالات مچھلی والے شاہ صاحبؒ
- معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- ایمان، اجمال، تفصیل، تحقیق
- تلاوت قرآن آداب وفضائل
- نغمہائے نورانی (۱)(۲)(۳)
- دعائیں کس طرح قبول ہوتی ہیں
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
- تابدار نقوش
- آئینہ غلام
- استعانت کے طریقے
- تبرکات حرمین
- شفاعت ۔مفہوم، اقسام ودرجات

- احوال دل
- ایمان واحسان
- بیعت
- تفسیر سورۃ الفاتحہ
- ہدایت اور راہ اوسط
- طریقہ صلوٰۃ وسلام
- سیر النفس
- کلام غلام
- دینی باتاں منظوم
- دو اہم مدارج
- مجاہدہ
- خوف الٰہی
- زکوٰۃ
- قربانی
- مکاتیب عرفانی
- پہلا درس بخاری
- ولایت
- درمانِ حرمین
- فیوض ونقوش

- سرزمین دکن میں
- کلمہ طیبہ
- سورۃ الاخلاص
- خودشناسی وحق شناسی
- سیدھا راستہ
- جنت
- دو برکت والی راتیں
- عکس جمال نعتیہ کلام
- الشجرۃ العالیہ
- شیطان سے جنگ
- دعوت وتبلیغ
- سکونِ دل
- مکتوبات غلام
- خدا کی پہچان
- دیدہ ودل
- علم اور اہل علم
- افکار سالک
- تین اللہ والے
- ادراکات ۔منظوم کلام